Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

شمارہ 21

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly
BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

2 رجب 1433 ہجری قمری ۔ 24 ہجرت 1391 ہش 24 مئی 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس و بارک لنا فی عمرہ و امرہ۔

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں بھی جمع ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے تمام ممالک میں احمدی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اس اہم موقع پر سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی اور دنیا کے تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہم آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے غلامِ صادق اور مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بدولت ایک وحدت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے وعدوں کے مطابق کئے ہیں اور کر رہا ہے اُس بستی کے بھی نظارے کر رہے ہیں۔ (آپ لوگوں کے سامنے سکرین نہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں، کچھ کو نظر بھی آ رہا ہوگا)۔ وہ بستی بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج نہ صرف مسیح محمدی کی بستی کو تمام دنیا جانتی ہے بلکہ اس بستی کے گلی کوچوں اور اس سفید منارے کو جو مسیح محمدی کی آمد کے اعلان اور سمبل (Symbol) کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا ایک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آج ہم اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس اولوالعزم اور موعود بیٹے کے ہاتھ سے انجام پانے والے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ، بے آب و گیاہ میدان کو ایک سرسبز پھولوں پھلوں اور درختوں سے بھری ہوئی ایک بستی میں بدلنے کا نظارہ بھی کر رہے ہیں اور ربوہ کی یہ تصویریں بھی آج ہمارے سامنے ہیں۔

پس آج مشرق سے مغرب کی طرف آنے والے یہ نظارے اور پھر مغرب سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز اور تصویر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر مشرق میں بھی، مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور افریقہ میں بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہر احمدی کو توجہ دلانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سو سالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں اور آج کی یہ تقریب بھی اسی شکر گزاری کے اظہار کے طور پر ہے۔ یہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا ہے اسلام کی تاریخ کا آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کی جماعت کے لئے ایک نیا اور سنہری باب رقم کر رہا ہے...... پس اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تاکہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاجزی اور انکسار شرط ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس اہم شرط کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے جائیں گے، جتنا ہم عاجزی کا اظہار نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دل کی گہرائیوں سے تقویٰ پر چلتے ہوئے کریں گے اللہ تعالیٰ کے انعام سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔ آج صرف نظمیں پڑھنے یا غبارے اڑانے یا متفرق پروگرام بنانے یا اِس خوشی میں اچھے کھانے کھانے اور مٹھائی کھانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ پروگرام جو اس وقت ہو رہا ہے یا مختلف جماعتوں میں ہوگا صرف خوشی منانے کے لئے نہیں ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی ایک مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ لیکن اِس اظہار سے ہماری توجہ تقویٰ کی راہوں کی طرف پھر جانی چاہئے۔ اگر یہ ظاہری شور شرابا، تصنع اور بناوٹ اور پروگراموں میں دنیا داری کے اظہار کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے تو یہ عمل اسی طرح قابل کراہت ہے جس طرح جلسہ سالانہ سے پاک تبدیلیاں پیدا کئے بغیر چلے جانا یا کوئی بھی غیر صالح عمل، جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بغیر ہو۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر خلافت جوبلی نمبر ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۲۳۔۲۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خلافت ہی کے دم سے آج روشن شمعِ وحدت ہے

(دوسری و آخری قسط)

معزز قارئین! گزشتہ قسط میں ہم اس بارہ میں گفتگو کر چکے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کیلئے انعام خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ وعدہ اطاعت اور کامل فرمانبرداری کے ساتھ مشروط ہے۔ جب اُمت مسلمہ میں اطاعت وفرمانبرداری کی کمی آئی تو وہ انعام خلافت سے بھی محروم ہوگئی۔ اس کا نتیجہ امت مسلمہ کیلئے مہلک ثابت ہوا۔ اُمت مختلف فرقوں۔ گروہوں اور حصوں میں منقسم ہوگئی اور آج یہ حالت ہے کہ آل انڈیا امام آرگنائزیشن کے قومی صدر امام عمیر الیاسی اعلان کر رہے ہیں کہ

''ملت اسلامیہ میں کوئی رجل رشید ایسا نہیں ہے جو میدان عمل میں آکر خیر اُمت کو ایک پلیٹ فارم پر لے آئے''۔ (اخبار ہند سماچار ۱۲ اپریل ۲۰۱۲)

آیئے اُمت کی فلاح و بہبودی کیلئے سرورِ کائنات خاتم النبیینؐ کے دربار میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے اُمت محمدیہؐ کو پہلے سے ہی خبر دی تھی کہ امُت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔ مگر یہ اُمت خیر اُمت ہے اس لئے اس کی فلاح و بہبودی کا راستہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا:

حضرت حُذیفہ بن الیمانؓ بیان کرتے ہیں کہ:-

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا کُنَّا فِیْ جَاهِلِیَّةٍ وَ شَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَیْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ اِلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَیْهَا قَذَفُوْهُ فِیْهَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا۔ قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَیَتَکَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِیْ اِنْ اَدْرَکَنِیْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ کُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی یُدْرِکَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوّۃ)

یعنی میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور شر میں تھے تو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے اس خیر کا انتظام کیا۔ کیا اس خیر کے بعد بھی شر لوٹ کر آئے گا۔؟ فرمایا ہاں اُس وقت جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے جو لوگ اُن کی دعوت قبول کر لینگے وہ اُنہیں جہنم میں دھکیل دینگے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان کی حالت اور صفت ہمیں بتائیں۔ وہ لوگ ہماری ہی قوم میں سے ہماری ہی زبان بولنے والے ہوں گے میں نے عرض کیا کہ وہ زمانہ آجائے تو آپ کا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا اُس خطرناک حالت میں اور نازک زمانہ میں مسلمانوں کی 'الجماعۃ' اور اُن کے اِمام کو لازم پکڑو اور اُن کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔ پھر میں نے عرض کیا اگر اس وقت وہ الجماعۃ اور اُن کا امام نظر نہ آئیں تو ہم کیا کریں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوابًا فرمایا: اگر یہ بات ہے کہ تمہیں کوئی امام اور الجماعۃ نظر نہ آئے تو تم تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کرو اور کسی بھی فرقہ سے کوئی تعلق نہ رکھو حتی کہ تمہیں جنگل میں درختوں کی جڑ کھا کر گزارہ کرنا پڑے اور اسی حالت میں تمہیں موت آجائے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے یہ بات واضح ہے کہ اُمت کی فلاح و بہبودی اور وحدت کیلئے ''الجماعت'' سے جڑنا ضروری ہے۔ جس کی نشان دہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وَهِیَ الْجَمَاعَةُ'' کہہ کر فرمائی تھی اور وہ اَلْجَمَاعَة "لَیْسَ الْجَمَاعَةُ اِلَّا بِاِمَامٍ" کے مطابق ایک امام کے ساتھ منسلک ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اُمت محمدیہؐ کے موعود امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدئ معہود علیہ السلام کا ظہور فرمایا آپ کے ظہور سے اُمت میں دوبارہ خلافت کا اجراء منسلک تھا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سلسلہ بیعت شروع فرما کر ایک جماعت کی بنیاد رکھی جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا کیونکہ مسیح موعود کی آمد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احمدی شان کا ظہور مقدر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو لمبی عمر عطا فرمائی اور آپ نے خدمت اسلام کا وہ کام کیا جس کی مثال گزشتہ تیرہ صدیوں میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل ایک رسالہ شائع فرمایا جس کا نام آپنے ''الوصیت'' رکھا اور آپ نے اس میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میری وفات کے دن اب قریب ہیں اور بہت تھوڑے دن میری زندگی سے باقی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ میرے سلسلہ کو میرے بعد بے یار و مددگار نہیں چھوڑیگا بلکہ میرے بعد وہی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:-

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا ہوں اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔'' (الوصیت صفحہ:۸)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش خبریوں کے مطابق ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو قدرت ثانیہ کا ظہور فرمایا یعنی انعام خلافت سے نوازا اور حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت احمدیہ کا پہلا خلیفہ منتخب فرمایا۔ اس طرح خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ بطور خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بطور خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابع کے جلیل القدر منصب پر فائز فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد اب جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر اکٹھی ہے۔

جماعت احمدیہ نے سو سالہ دور خلافت میں دنیا کے کناروں تک شہرت پائی۔ اس وقت تک جماعت دنیا کے ۲۰۰ ممالک میں پھیل چکی ہے، ساٹھ سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل تراجم شائع کئے جا چکے ہیں اور مزید پر کام جاری ہے۔ ہزاروں مساجد کا قیام کیا ہے بے شمار اسکول اور مدارس کا قیام ہوا، دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے لٹریچر شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک اپنا سیٹلائیٹ چینل MTA (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل) کے نام سے ۲۴ گھنٹے دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کے لئے مصروف عمل ہے۔ جماعت احمدیہ کی ویب سائیٹ www.alislam.org انٹرنیٹ پر دفاع اسلام اور تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام کر رہی ہے۔ اور یہ تمام کام جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت خلافت میں جاری وساری ہیں۔

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ جو دنیا کے مقابل پر ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور مالی وسائل کے اعتبار سے بھی نہ اس کے پاس تیل کی طاقت ہے نہ صنعتی وسائل ہیں۔ پھر اسے یہ عظیم الشان کامیابی اور عظیم الشان وسعتیں کیسے نصیب ہو رہی ہیں جبکہ دوسری مذہبی جماعتیں مسلسل افتراق اور انتشار کا شکار ہیں اور دن بدن ٹوٹتی اور بکھرتی جا رہی ہیں۔

واضح ہو کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پاس انعام خلافت ہے جس کی تائید میں وہ خدا ہے جو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور تمام وسائل جس کے تصرف میں ہیں اور یہ جماعت ایسا پودا ہے جس کی نگہبانی وہ قادر و توانا ہستی کر رہی ہے۔ اسی خلافت کی برکت سے وہ خدا جو واحد ہے اس نے جماعت کو بھی وحدت بخشی ہے جس کا ایک امام ہے اور یہ جماعت اللہ کے فضل سے ہر قسم کے بغض و نفاق اور افتراق و انتشار سے پاک ہے اور خدا تعالیٰ نے افراد جماعت کے دلوں کو محبت اور الفت کے رشتوں میں باندھ دیا ہے اور یہ بھائی بھائی بن چکے ہیں اور اس جماعت میں ایک عالمگیر اخوت کا ماحول خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو چکا ہے۔

آج دنیا کا امن، مسلمانوں کی پناہ، اسلام کی شوکت صرف اور صرف خلافت احمدیہ کے سائے تلے اکٹھا ہونے میں مضمر ہے آج جو امن چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ امام مہدی کو قبول کرتے ہوئے خلافت کے سائے میں آجائے کیونکہ یہی وہ خلافت ہے، یہی وہ حبل اللہ ہے جس سے چمٹے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اسی سے جڑ کر امت محمدیہ دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع ہو سکتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے موقع پر اپنے بصیرت افروز خطاب میں فرماتے ہیں ''اے احمدیو! جو دنیا کے کسی بھی خطۂ زمین میں یا ملک میں بستے ہو، اس اصل کو پکڑ لو اور جو کام تمہارے سپرد امام الزمان اور مسیح و مہدی نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کیا اسے پورا کرو۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے ''یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے'' کے الفاظ فرما کر یہ عظیم ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے۔ وعدے تبھی پورے ہوتے ہیں جب ان کی شرائط بھی پوری کی جائیں۔

پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو! اے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو! اٹھو اور خلافت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو تا کہ مسیح محمدی اپنے آقا و مطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو۔ دنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دنیا کا امن اس مہدی و مسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے کیونکہ امن و سلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ **آج اس مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔''**

(بحوالہ اخبار بدر صد سالہ خلافت جوبلی نمبر ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۲۲)

اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کو اس کے موعود امام کو پہچاننے اور حقیقی خلافت سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقیناً جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں، جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔

شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنے کا ایک بڑا ذریعہ نماز ہے

پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔

ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔

جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔

ہر احمدی کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری سچائی دوسروں پر تب ظاہر ہو گی جب ہر معاملے میں ہمارے سے سچائی کا اظہار ہو گا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30/مارچ 2012ء بمطابق 30/امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 20 اپریل 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں شرائط بیعت کے حوالے سے مَیں نے افرادِ جماعت کو ایک احمدی کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف اقتباسات سے ہی ہر شرط کی وضاحت بیان ہوئی تھی۔ ان شرائط کو پڑھ کر اور آپ علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کو پڑھ کر، سُن کر اور ان پر غور کر کے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ہمارے اندر اسلام کی حقیقی تعلیم داخل کر کے، ہماری اعتقادی اور عملی اصلاح کر کے ہم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جو آپ کی بعثت کا مقصد تھا، جو زمانے کی اہم ضرورت تھی اور ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔‘‘

’’اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 83۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ جماعت قائم فرمائی تو وہ اس میں شامل ہونے والوں کو خاص طور پر پاک کرنا چاہتا ہے تا کہ پاک جماعت کا قیام ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتے ہیں کہ یہ عارفانہ خوردبین ہم لگائیں۔ اس سے ہم اپنے نفس کو دیکھیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ اپنی اعتقادی غلطیوں کی جہاں اصلاح کریں وہاں ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی عملی غلطیوں کی بھی اصلاح کریں۔ اپنے اعمال کی طرف بھی نظر رکھیں۔ اور یہ عارفانہ خوردبین ہی ہے جو معمولی قسم کی غلطیوں کو بڑا کر کے دکھائے گی کیونکہ خوردبین کا یہی کام ہے کہ باریک سے باریک چیز بھی بڑی کر کے دکھاتی ہے۔

پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کر کے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔ کیا عقیدہ ہمارا ہونا چاہئے اور کونسے اعمال ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہئے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں مَیں نے پڑھا۔ ہم نے دیکھا کہ معمولی سے معمولی نیکی کی طرف بھی توجہ اور اُس کے بجا لانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

پھر مزید وضاحت سے اپنے عقیدے اور عملی حالت کی حقیقت کے معیار کے بارے میں جماعت کو بھی توجہ دلاتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ‘‘ (کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ اس میں عقیدے کی بھی وضاحت ہو جائے گی اور اس عقیدے کے ساتھ جو ہمارے عمل وابستہ ہیں اُن کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔) فرماتے ہیں ’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت

سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیلِ منازل سلوک کر چکے ہیں اُن کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور اُن میں بعض ایسے جُزئی فضائل ہیں جو اَب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔‘‘ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170-169)

یعنی وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہیں اُن کے بعض فضائل ایسے ہیں جو اَب نہیں مل سکتے۔ انہوں نے دیکھا، وہ آپ ؐ کی صحبت میں رہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر ’’حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ‘‘ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو‘‘ (یعنی آپس میں اختلاف ہو) ’’قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں‘‘۔ (حدیث پر قرآن کو ترجیح ہے۔) فرماتے ہیں ’’بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے‘‘ (یعنی اپنی مرضی سے جہاں ضروری ہو بدل لے، حلال حرام کے بارہ میں اپنے فیصلے کرنا شروع کر دے) ’’وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلفِ صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے‘‘۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323)

پھر اس عقیدے کا اظہار فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے فانی ہے آپ نے واضح فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک انسان تھے، نبی اللہ تھے اور اس لحاظ سے اُن کی بھی ایک عمر کے بعد وفات ہو گئی۔ ہاں صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا اور صلیب کے زخموں سے صحت یاب فرمایا اور پھر انہوں نے ہجرت کی اور کشمیر میں آپ کی وفات ہوئی۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کے عقیدے کے بارے میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

’’مَیں حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ اور داخل موتیٰ ایماناً و یقیناً جانتا ہوں اور ان کے مرجانے پر یقین رکھتا ہوں۔ اور کیوں یقین نہ رکھوں جب کہ میرا مولیٰ، میرا آقا اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں ان کو متوفّیوں کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی ان کی خارق عادت زندگی اور ان کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں بلکہ ان کو صرف فوت شدہ کہہ کر پھر چُپ ہو گیا۔ لہٰذا اُن کا زندہ بجسدہٖ العنصری ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رُو سے خلاف واقعہ سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیاتِ مسیح کو نصوص بیّنہ قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو اور باطل جانتا ہوں‘‘۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 315)

یعنی قرآنِ کریم کی جو بڑی یقینی اور قطعی اور کھلی کھلی آیات ہیں، اُن کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو فوت شدہ سمجھتا ہوں اور اُن کی حیات کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اعتقادی لحاظ سے تم میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارکانِ اسلام کو ماننے کا اُن کا بھی دعویٰ ہے، تمہارا بھی ہے۔ ایمان کے جتنے رُکن ہیں، جس طرح ایک احمدی اُن پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا ہے، دوسرے بھی منہ سے یہی دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد ایک طبقہ حضرت عیسیٰ کی وفات پر یقین کرنے لگ گیا ہے۔ پھر خونی مہدی کا جو نظریہ تھا کہ مہدی آئے گا اور قتل کرے گا اور اصلاح کرے گا، اُس کے بارے میں بھی نظریات بدل گئے ہیں۔ گزشتہ جمعہ سے پہلا جمعہ جو گزرا ہے، جس میں مَیں نے صحابہ کے واقعات سنائے تھے۔ اُن میں ایک صحابی نے جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے پوچھا کہ آپ نے خونی مہدی کا انکار کیا ہے اور لوگوں کو آپ کچھ کہتے ہیں، ویسے سنا ہے انکار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ کہتے ہیں کہ خونی مہدی کوئی نہیں آئے گا تو اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ جاؤ، تم نے مرزا صاحب کی بیعت کرنی ہے تو کرو۔ اس چکر میں نہ پڑو۔ جو میرا نظریہ تھا یا ہے۔ تو وہ ڈھٹائی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چپ کھڑے ہوں گے تو یہی کہیں گے کہ خونی مہدی نے بھی آنا ہے اور مسیح نے بھی آنا ہے لیکن ویسے کئی ایسے ہیں جن کے نظریات بدل چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے مسلمانوں میں بعض عقائد میں بھی درستی پیدا ہوئی ہے بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے چھہتر سال پہلے اعتقادی اور عملی اصلاح کے موضوع پر، ایک خطبہ میں نہیں بلکہ اس موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ جاری کیا جس میں کئی خطبے تھے۔ اُن میں آپ نے یہاں تک فرمایا کہ ہندوستان میں پڑھے لکھے لوگوں میں سے شاید دس میں سے ایک بھی نہ ملے جو حیاتِ مسیح کا قائل ہو۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 317 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936)

اسی طرح قرآنِ کریم کی آیات کی منسوخی کا جہاں تک سوال ہے عموماً اب اس میں ناسخ و منسوخ کا ذکر نہیں کیا جاتا، وہ شدت نہیں پائی جاتی جو پہلے تھی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 318 خطبہ جمعہ 22 مئی 1936)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد بعض عقائد پر دوسرے مسلمان جو بڑی شدت رکھتے تھے، وہ بھی اب دفاعی حالت میں آ گئے ہیں، وہ شدت کم ہو گئی ہے، یا مانتے ہیں یا خاموش ہو جاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 329 خطبہ جمعہ 29 مئی 1936)

اور یہی بات آج تک بھی ہے۔ بلکہ اب تو بعض علماء اور سکالر جن میں عرب بھی شامل ہیں، جہادی تنظیموں اور شدت پسندوں کے نظریہ جہاد کے خلاف کہنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ جہاد کے بارے میں ہی کہنے لگ گئے ہیں کہ آجکل کا یہ جہاد جو ہے یہ غلط ہے۔ پس جن کو وہ اپنے بنیادی عقائد کہتے تھے، اُن نظریات میں تبدیلی، اُن عقائد میں تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد آئی ہے اور ان میں جو پڑھے لکھے لوگ کہلاتے ہیں، جن کا دنیا سے واسطہ بھی ہے، رابطہ بھی ہے، وہ یہ کہنے لگ گئے ہیں، مثلاً جہاد وغیرہ کے بارے میں کہ یہ غلط ہے۔ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اور آپ کی جہاد کی صحیح تعریف کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ چاہے وہ احمدیت کو مانیں یا نہ مانیں۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کے جہاں تک عقائد کا سوال ہے، اس کو غیروں میں سے بھی ایک بڑا طبقہ جو ہے وہ ماننے پر مجبور ہے۔ اب آجا کے زیادہ بحث اس بات پر ٹھہر گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام نبی کا ہے یا نہیں ہے؟ یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن طے ہو جائے گا۔ اسی طرح جو ہمارا عمومی مؤقف ہے، تعلیم ہے، عقائد ہیں اُس کو سمجھنا نہیں چاہتے اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اُن کے پاس دلیل بھی کوئی نہیں ہے۔ ہمارے عقائد کے تعلق میں بحث پر جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو مار دھاڑ اور قتل و غارت پر آ جاتے ہیں اور یہی کچھ آجکل اکثر مسلمان فرقوں کی طرف سے احمدیت کے خلاف ہو رہا ہے اور خاص طور پر پاکستان میں یا بعض جگہ ہندوستان میں۔ اور یہ پھر اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے پاس ہمارے عقائد کو غلط ثابت کرنے کے لئے نہ ہی کوئی قرآنی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی عقلی دلیل ہے۔ جب گھیرے جاتے ہیں، قابو میں آ جاتے ہیں تو مار دھاڑ پر اتر آتے ہیں۔

پس عقیدے کے لحاظ سے دلائل و براہین کی رو سے احمدی اُس مقام پر ہیں جہاں اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جو کم علم احمدی ہیں اُن کو بھی چاہئے کہ اپنے علم میں اس لحاظ سے پختگی پیدا کریں۔ آجکل تو ایم ٹی

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

اے پر بعض پروگرام مثلاً راہِ ہدیٰ وغیرہ اسی لئے دیئے جا رہے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ سیکھیں اور کسی قسم کے احساسِ کمزوری اور کمتری کا شکار نہ ہوں، اُس میں مبتلا نہ ہوں۔ بہر حال جماعت احمدیہ کی اکثریت بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ سب ہی اپنے عقیدے میں پختہ ہیں۔ اگر کوئی کمزور بھی ہے تو وہ یاد رکھے کہ جو عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے، وہی حقیقی اسلام ہے اور غیروں میں اس کو کسی بھی دلیل کے ساتھ رَدّ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ پس چند ایک جو کمزور ہیں وہ بھی اپنے اندر مضبوطی پیدا کریں۔ کسی قسم کی کمزوری دکھانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدے اور علمی لحاظ سے ہمیں نہایت ٹھوس اور مدلّل لٹریچر عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح عملی باتوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دلائی ہے۔

جہاں تک عقیدے اور علمی لٹریچر کا تعلق ہے جس کا اثر جیسا کہ مَیں نے کہا احمدی نہ ہونے کے باوجود بھی غیروں پر ہے لیکن صرف عقیدے کی اصلاح کافی نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعمال کی اصلاح کے لئے بھی آئے تھے۔ جب تک ہمارے عمل کی بھی اصلاح نہ ہو اُس وقت تک عقیدے کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ عمل ہی ہے جو پھر غیروں کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ وہ جماعت میں بھی شامل ہوں، ہماری باتیں بھی سنیں، یا کم از کم خاموش رہیں۔ نیک عمل اور پاک تبدیلیاں ایک خاموش تبلیغ ہیں۔ بعض قریب آئے ہوئے اور بیعت کے لئے تیار صرف اس لئے دور ہو جاتے ہیں کہ کسی احمدی کا عمل اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث بن گیا۔

پس اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دُور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقینا جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں اور جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی اکثریت میں ہم دیکھتے ہیں کہ غلط قسم کے کاموں میں ملوث ہیں۔ نمازوں کی اگر پڑھتے بھی ہیں تو صرف خانہ پری ہے۔ اکثریت تو ایسی ہے جس کو نمازوں کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ جھوٹ عام ہے۔ اب تو بے حیائی بھی بلا جھجک اور کھلے عام ہے۔ گزشتہ دنوں ایک غیر از جماعت دوست ملے۔ کہنے لگے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شدت پسند اور اسلام کے دعویدار جو مختلف جگہوں پر اسلام کی غیرت کے نام پر حملے کرتے ہیں اور اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں۔ سکولوں پر حملے کرتے ہیں، معصوم عورتوں اور بچوں کو مار رہے ہیں لیکن کہتے ہیں میں پاکستان گیا تو میں نے دیکھا کہ اسلام آباد میں ایک مین روڈ کے اوپر ہی سڑک پر ایک شراب کشید کرنے کی فیکٹری تھی، Brewery جسے کہتے ہیں، اُس پر کبھی ان شدت پسندوں نے حملہ نہیں کیا۔ حالانکہ وہ کھلے عام ہے۔ اسی طرح کہنے لگے ٹی وی چینل ہیں، ننگے اور بیہودہ پروگرام پاکستان میں بھی آتے ہیں اور مسلمان چینلوں میں بھی آتے ہیں، ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتا یا اُن پر حملہ نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ اسلام پسندوں کی عملی حالت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جہاں تک شراب کا تعلق ہے، شراب کشید کرنے والوں، رکھنے والوں، بیچنے والوں، پلانے والوں، پینے والوں، ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب العنب یعصر للخمر حدیث 3674)

یہ لعنت تو ان لوگوں کو برداشت ہے کہ وہاں شراب کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں لیکن احمدی کا کلمہ پڑھنا ان کو کبھی برداشت نہیں ہو سکتا۔

بہر حال مَیں کہہ رہا تھا کہ جو معاشرہ ہے ہم بھی اس معاشرے میں رہتے ہیں اور اس کا اثر ہم پر بھی پڑ سکتا ہے۔ ہمیں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تبھی ہم احتیاط کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر بڑوں کو بچوں اور نوجوانوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور نوجوانوں کو خود بھی محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ آجکل تو دشمن گھروں میں گھس کر اخلاق سوز حرکتیں کر کے ہر ایک کے اعمال کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ٹی وی چینلز نے اخلاقیات اور نیک اعمال کے زاویے ہی بگاڑ دیئے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ ہے اور دوسری چیزیں ہیں، ان کے خلاف اگر ہم نے مل کر جہاد نہ کیا تو اعمال کی اصلاح تو ایک طرف رہی، شیطانی اعمال کی جھولی میں ہم گر جائیں گے اور اس سے بچنے کے لئے پھر کوئی اور راستہ نہیں، سوائے اس کے کہ ہم خاص طور پر جیسا کہ مَیں نے کہا جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے مدد لیں۔ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہو گا تبھی ہم بچ سکتے ہیں۔ صرف اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ میں ایک خدا پر یقین رکھتا ہوں، بلکہ ایک خدا سے تعلق پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ان شیطانی حملوں سے بچا جا سکے جو ہمارے گھروں کے کمروں تک پہنچ چکے ہیں۔ ورنہ ان برائیوں اور ان بیماریوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ کا شاگرد تھا، اُس نے جب تعلیم مکمل کی اور واپس جانے لگا تو بزرگ نے اُس شاگرد سے پوچھا کہ کیا جس ملک میں تم جا رہے ہو، وہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ تو شاگرد نے حیران ہو کر کہا کہ شیطان کہاں نہیں ہوتا؟ شیطان تو ہر جگہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے دین کے بارے میں، اخلاقیات کے بارے میں سیکھا ہے، پڑھا ہے، اگر اس پر عمل کرنے لگو اور شیطان حملہ کر دے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر تمہاری توجہ دوسری طرف ہو اور وہ پھر حملہ کر دے تو پھر کیا کرو گے؟ اُس نے کہا پھر مقابلہ کروں گا۔ غرض دو تین دفعہ انہوں نے اس طرح ہی پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر تم اپنے کسی دوست کے پاس جاؤ اور اُس کے دروازے پر کُتّا بیٹھا ہو اور وہ تمہیں پکڑ لے، تم پر حملہ کرے اور کاٹنے لگے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا میں اُس کو ڈرا کے دوڑانے کی کوشش کروں گا۔ پھر حملہ کرے تو پھر یہی کروں گا۔ انہوں نے کہا اگر تم اسی طرح لگے رہے تو پھر دوست تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ تو کیا کرو گے تم؟ اُس نے کہا کہ آخر مَیں دوست کو آواز دوں گا کہ آؤ اور اپنے کُتّے کو پکڑو۔ تو بزرگ کہنے لگے کہ شیطان بھی خدا تعالیٰ کا کُتّا ہے۔ اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کو آواز دینی ہو گی۔ اُس کے در کو کھٹکھٹانا ہو گا۔ تبھی شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 331-330 خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 1936ء)

اپنے زعم میں نہ رہنا کہ اب علم بھی ہمیں حاصل ہو گیا اور اخلاقیات پر بھی ہم نے بڑا عبور حاصل کر لیا اور نیکی کا بھی ہمیں پتہ ہے۔ نمازیں بھی ہم جیسی تیسی پڑھ لیتے ہیں۔ اس زعم میں اگر رہو گے تو شیطان تم پر حملہ کرتا جائے گا اور تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پس خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اُس کی عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی اس شیطان کے حملوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اُس کا قرب حاصل کرنے کے لئے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا اور اپنے عقیدے کی درستگی کر لینا یہ کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا ہو گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اُس کے آگے جھکنا ہو گا۔ اُس کی عبادت خالص ہو کر کرنی ہو گی۔ جہاں عملی کوشش ہو، توبہ اور استغفار کی طرف توجہ ہو، وہاں ایک انتہائی ضروری چیز نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآنِ کریم میں نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ (تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی بروسوی جلد 8 صفحہ 109 تفسیر سورۃ الزمر زیر آیت اللّٰہ نزل احسن الحدیث...... مطبوعہ بیروت ایڈیشن 2003) یعنی ایسی حالت ہے جب مومن خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور اُس سے باتیں کرتا ہے۔ پس اگر شیطان سے بچنا ہے، زمانے کی بیہودگیوں سے اور لغویات سے بچنا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب مومنین کی یہی نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (العنکبوت:46) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یقینا نماز، وہ نماز جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پڑھی جائے، یقینی طور پر بے حیائی اور بیہودہ باتوں سے روکتی ہے۔

پس شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنے کا ایک بڑا ذریعہ نماز ہے۔ آجکل کے لغویات سے پُر ماحول میں تو اس کی طرف اور زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کی بھی نگرانی کی ضرورت ہے کہ اُنہیں بھی عادت پڑے کہ نمازیں پڑھیں۔ لیکن بچوں اور نوجوانوں کو کہنے سے پہلے بڑوں کو اپنا محاسبہ بھی کرنا ہو گا، اپنے آپ کو بھی دیکھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ:4) کہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی ہو، اس طرف توجہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ موسم بدلنے کے ساتھ جب وقت پیچھے جاتا ہے، راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں تو فجر میں حاضری کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ابھی پورا وقت پیچھے نہیں گیا تھا، پانچ بجے تک ہی نماز آئی تھی تو فجر کی نماز پر حاضری کم ہونے لگ گئی تھی۔ اب پھر ایک گھنٹہ آگے وقت ہوا ہے تو حاضری کچھ بہتر ہوئی ہے یا جمعہ والے دن کچھ بہتر ہو جاتی ہے۔ ابھی تو وقت نے اور پیچھے جانا ہے۔ تو بڑوں کے لئے بھی اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر وقت کے پیچھے جانے سے پھر سستی شروع ہو جائے تو یہ تو ایک احمدی کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے میں پہلے توجہ دلا رہا ہوں کہ وقت کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضری میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ عہدیدار خاص طور پر نمازوں کی باجماعت ادائیگی میں اگر سستی نہ دکھائیں کیونکہ ان کی طرف سے بھی بہت سستی ہوتی ہے، اگر وہی اپنی حاضری درست کر لیں اور ہر سطح کے اور ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی اور بچوں اور نوجوانوں پر بھی اس کا اثر ہو گا، اُن کی بھی توجہ پیدا ہو گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کا رتبہ کسی عہدے کی وجہ سے نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو بیشک کوئی عہدیدار ہو گا، اور اُس کا رتبہ بھی ہو گا لیکن اصل چیز خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے اور وہ اس ذریعے سے حاصل ہو گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے۔ اس معراج کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔ ورنہ صرف یہ عقیدہ رکھنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے، یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، یا تمام انبیاء معصوم ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی، تو اس سے ہماری کامیابیاں نہیں ہیں۔ ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم

کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ شرک نہیں کروں گا۔ شرک تو کر لیا اگر اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ نمازوں کے لئے آ ؤ۔ اگر نمازوں کی حفاظت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی جگہ کوئی اور متبادل چیز تھی جس کو زیادہ اہمیت دی گئی تو یہ بھی شرکِ خفی ہے۔

پھر جن نیک اعمال کی طرف ہمیں خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اس میں دوسروں کے حقوق بھی ہیں۔ دنیاوی لالچوں میں آ کر حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت انتہائی شرمندگی ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے جب میرے پاس غیر از جماعت لوگوں کے خطوط آتے ہیں کہ آپ کے فلاں احمدی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ تو یہ باتیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تبلیغ میں بھی روک بنتی ہیں، بلکہ بعض نئے احمدیوں کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث بن جاتی ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں ایک عرب احمدی نے لکھا کہ وہ جماعت چھوڑ رہے ہیں، جب وجہ پتہ کی تو پتہ چلا کہ بعض احمدیوں کے عمل سے دل برداشتہ ہو کر وہ یہ کہہ رہے تھے لیکن عقیدے کے لحاظ سے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ پس جہاں یہ اُن کی غلطی ہے کہ بعض احمدیوں کو دیکھ کر نظامِ جماعت سے دور ہٹ جائیں اور تعلق توڑ لیں، وہاں اُن احمدیوں کو بھی سوچنا چاہئے جن میں سے بعض عہدیدار بھی ہیں کہ کسی کی ٹھوکر کا باعث بن کر وہ کتنے بڑے گناہ سہیڑ رہے ہیں۔

ایک بات کی طرف خاص طور پر مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشک مالی قربانی میں تو جماعت کے افراد بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن مالی قربانی کا ایک پہلو زکوٰۃ ہے۔ اُس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر عورتوں کو جن کے پاس زیور وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے رقمیں ایک سال سے زیادہ پڑی رہتی ہیں۔ اس طرف ویسی توجہ نہیں ہے جو ایک احمدی کو ہونی چاہئے۔ ایک تعداد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ایسی ہے جو ایک ایک پائی کا حساب رکھ کر چندے بھی دیتی ہے اور زکوٰۃ بھی دیتی ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو چندوں کو کافی سمجھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا سیکرٹریانِ مال جو ہیں اُن کو اس طرف توجہ نہیں دلاتے جس وجہ سے اُن کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

پھر عملی حالتوں کی تبدیلی میں ہر برائی جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے اُس کو چھوڑنا اور ہر نیکی جس کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے اس کا اختیار کرنا شامل ہے۔ پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنا ہوگا کہ قرآنِ کریم کے سات سو حکموں میں سے ایک حکم کی بھی نافرمانی نہ کرو۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26و28)

پس ہمیشہ ہمیں اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ بظاہر چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچنا ہے۔ شروع میں جو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس پڑھا ہے، اُس میں آپ نے یہی توجہ دلائی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہو کر یہ نہ سمجھو کہ یہ گناہ نہیں ہے۔ جو بظاہر کسی کو نظر نہیں آ رہے، اُن گناہوں کو اپنی عارفانہ خوردبین استعمال کر کے دیکھو، خود تلاش کرو، اپنے جائزے لو۔ پھر پتہ لگے گا کہ یہ حقیقت میں گناہ ہے۔ ریا کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ اب یہ اکثر کسی کو بھی نظر نہیں آئے گی۔ خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہوگا تو تبھی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر نہ ریا پیدا ہوگی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔

اسی طرح قرآنِ کریم میں رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اس میں سب سے پہلے تو اپنے ماں باپ اور بیوی بچے ہیں۔ اسی طرح پھر آگے تعلق کے لحاظ سے۔ اس تعلق میں ایک بات کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ آجکل برداشت کی کمی مردوں اور عورتوں، دونوں میں بہت زیادہ ہے۔ حالانکہ برداشت اور صبر کی بھی خدا تعالیٰ نے بہت تلقین فرمائی ہے۔ اور اس کمی کی وجہ سے رشتے ٹوٹنے کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور کسی کو یہ خیال نہیں رہتا کہ جن کے بچے ہیں، اس کے نتیجے میں بچوں پر کیا اثر ہوگا۔ پس دونوں طرف سے تقویٰ میں کمی ہے اور عملی حالتوں کی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔

پھر ہر احمدی کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری سچائی دوسروں پر تب ظاہر ہوگی جب ہر معاملے میں ہمارے سے سچائی کا اظہار ہوگا۔ اگر ہمارے ذاتی معاملات میں اپنے مفادات میں ہمارے رویّے خودغرضانہ ہو جائیں تو بیعت میں آنے کے بعد جو عملی اصلاح کا عہد ہے، اُس کو ہم پورا کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ قرآنِ کریم تو کہتا ہے کہ اگر تمہیں سچائی اور انصاف کے لئے اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے قریبیوں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ لیکن عملاً ہمارے طریق اور عمل اس سے مختلف ہوں تو ہم کیا انقلاب لائیں گے۔ میں اکثر انصاف کے قیام کے لئے غیروں کو قرآنِ کریم کے اس حکم کا بھی حوالہ دیتا ہوں اور دعویٰ کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی صحیح اسلامی تعلیم پر چلنے والی ہے۔ لیکن اگر کسی غیر کے تجربے میں احمدی کے عمل اس سے مختلف ہیں تو اس پر اس بات کا کیا اثر ہوگا؟ ایسے احمدی احمدیت کی تبلیغ کے راستے میں روک ہیں۔ پس اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنے محاسبے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کے بے شمار حکم ہیں۔ پس ہماری عملی اصلاح تب مکمل ہوگی جب ہم ہر لحاظ سے، ہر پہلو سے اپنے جائزے لیں، اپنی برائیوں کو دیکھیں۔ جب ہماری عملی اصلاح ہوگئی تب ہم سمجھ سکیں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ صرف ماننے سے، آپ کے تمام دعاوی پر یقین کرنے سے ایک حصے کو تو ہم ماننے والے ہو گئے لیکن ایک حصہ چھوڑ دیا جو نہایت اہم ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ انسان کو نہیں پتہ کہ چھوٹی نیکی اُس کے لئے کیا ہے اور بڑی نیکی کیا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ایک نیکی ایک کے لئے چھوٹی ہے اور دوسرے کے لئے بڑی، یا اس کی تعریف مختلف ہے۔ مثلاً ایک صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ بڑی نیکی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بڑی نیکی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال حدیث نمبر 248)

پھر ایک اور موقع پر ایک دوسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا۔ **(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتھا حدیث نمبر 527)**

پھر ایک تیسرے موقع پر ایک تیسرے صحابی کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نیکی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تہجد کی نماز ادا کرنا، تہجد کے نفل پڑھنا۔ **(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم حدیث نمبر 2756)**

اس طرح آپؐ نے مختلف لوگوں کو بعض مختلف امور کی طرف توجہ دلائی۔ پس بڑی نیکی تین یا تین سے زیادہ تو نہیں ہو سکتیں اور بھی مختلف لوگوں کو اُن کی کمزوریوں کے مطابق توجہ دلائی ہوگی۔ بڑی نیکی تو ایک ہی ہونی چاہئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے بڑا کام اور نیکی وہ ہے جس کی کسی میں کمی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا یا بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اُس کے لئے دین کی خدمت بڑی نیکی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ یہ خدمت ذاتی مفاد کے لئے بھی کر رہا ہو یا نام و نمود کے لئے بھی کر رہا ہو۔ پس ایسے لوگ جن کے گھر والے اُن کے رویوں سے نالاں ہیں اور وہ عہدیدار بنے ہوئے ہیں، اُنہیں اپنی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے دین کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے، ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص چندوں میں بہت اچھا ہے لیکن نمازوں میں سست ہے، نوافل میں سست ہے تو اُس کے لئے نمازیں اور نوافل نیکی ہیں۔ اسی طرح بہت سی نیکیاں ہیں جو ایک کے لئے معمولی ہیں دوسرے کے لئے بڑی ہیں۔ پس چھوٹی بڑی نیکیوں کی کوئی فہرست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی رِیا کی جو مثال دی ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہ مثلاً رِیا تو یہاں بھی اس سے یہی مراد ہے کہ بظاہر چھوٹا نظر آنے والا گناہ دراصل بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ نماز پڑھنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا ذریعہ ہے۔ دین کی معراج ہے لیکن دکھاوے کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ الٹا دی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک انسان نمازی ہے لیکن دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے تو یہ نماز نیکی نہیں ہے بلکہ بہتر ہوتا کہ وہ دوسروں کا حق ادا کرتا اور پھر نماز ادا کر کے نماز کا ثواب حاصل کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس مَیں نے پڑھا ہے جس میں آپ نے ارکانِ اسلام کا ذکر فرمایا۔ روزہ بھی ایک رکن ہے۔ مسلمان رمضان میں روزے کا اہتمام بھی بہت کرتے ہیں لیکن بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھ کر جھوٹ، فریب، گالی گلوچ، غیبت وغیرہ کرتے ہیں، ان سے کام لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر یہ سب کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کا روزہ روزہ نہیں ہے۔ **(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور ،والعمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)** پس روزے کا ثواب بھی گیا۔ تو اصل چیز یہ ہے کہ ان اعمال کو اس طرح بجا لایا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پس انسانی زندگی کا ہر قدم بڑا پھونک پھونک کر اُٹھنا چاہئے جہاں خالص خدا تعالیٰ کی رضا مقدم ہو، جہاں عقیدے میں پختگی ہو وہاں اعمال کی بھی ایسی اصلاح ہو کہ دنیا کو نظر آ جائے کہ ایک احمدی اور دوسرے میں کیا فرق ہے؟ پس ہمیں اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ تمام قسم کی برائیوں سے بچنا ہے۔ تمام قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنا ہے تا کہ عملی طور پر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے چھوٹوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے نوجوانوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے نمونہ بنیں، اپنی عملی حالتوں میں ہر چھوٹا بڑا وہ معیار حاصل کرے کہ ہر قسم کی بدی اور برائی کا بیج ہم میں سے ہر ایک میں ختم ہو جائے، اُس کی جڑ ہی ختم ہو جائے۔ اگر افرادِ جماعت میں سے ہر ایک نے اپنی مکمل اصلاح کی کوشش نہ کی تو جماعت میں ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی برائی کا بیج موجود رہے گا اور موقع ملتے ہی وہ پھلنے پھولنے لگ جائے گا، پھوٹنے لگ جائے گا۔ پس ہر قسم کی برائیوں کی جڑوں کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم ہر قسم کی برائیوں کو جماعت میں سے ختم کر کے عملی اصلاح کی حقیقی تصویر بن سکتے ہیں اور تب پھر اللہ تعالیٰ ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے گا۔ تبھی ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ہم پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2011

اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ

خلافت علیٰ منہاج نبوت سے ہی وابستہ ہے

محمد کریم الدین شاہد۔ ناظم ارشاد وقف جدید قادیان

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُ مِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَّآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(الجمعہ: 3-4)

ترجمہ:: وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو اُن کو خدا کے احکام سُناتا اور اُن کو پاک کرتا اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور اُن کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے نہیں ملی۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

مذاہب عالم کی تاریخ میں اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ بنی نوع انسان کے لئے ایک انقلاب انگیز، عہد آفرین اور تاریخ ساز دَور کا آغاز ہے۔ جب صحرائے عرب اور وادیٔ غیر ذی زرع کے شہر مکّہ مکرمہ میں خدائے ربُّ العالمین نے حضرت محمد مصطفی رحمۃ للعالمین و خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا جو ایک عالمگیر، دائمی، صلح و امن کا ہادی، انسانیت کا مُنجی، کامل و جامع شریعتِ قرآنیہ کا علمبردار، سچی اور خالص توحید کا پرستار، زندگی بخش اور خدا نما مذہب ہے

٦١٠ء میں جب اسلام کی تخم ریزی کی گئی تو یہ کسی انسانی فکر و نظر اور تدبیر و تدبّر کی مرہونِ منّت نہیں تھی۔ بلکہ اس کی بنیاد خالصۃً خدائے واحد و یگانہ کی وحی والہام سے رکھی گئی۔ اور اسلام کے مقدس بانی، مرسلِ ربّانی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے زمانے میں جو کفر و ضلالت، بے دینی و بے راہ روی اور ظلم و تشدّد کے نقطۂ عروج پر ہونے کی وجہ سے انسانیت کے لئے باعثِ عار تھا، توحید کی شمع روشن کی۔ اخلاقی اور رُوحانی ہر لحاظ سے ایک مکمل ضابطۂ حیات کلامِ الٰہی قرآنِ مجید کی صورت میں پیش کر کے اپنی انتھک جدو جہد اور شبانہ روز کوششوں سے خدائی پرستاروں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس نے اپنی زندگی کا واحد مقصد اعلائے کلمۃُ اللہ قرار دیا۔ اور اِس راہ میں انہوں نے اپنی جانیں اور اپنے اموال بے دریغ لٹا دیئے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے نہ تلاطم خیز سمندر اُن کا راستہ روک سکے اور نہ مُہیب صحراء اُن میں پست ہمتی پیدا کر سکے۔ بلکہ اِس زندگی بخش نُور سے تمام معمورۂ عالم کو منور کرنے کے لئے یہ جماعت مجسم عمل بن گئی۔ ہر مشکل سے ٹکرا گئی اور دم نہیں لیا جب تک کہ اپنی ہمت اور اُولوالعزمی سے تھوڑے ہی عرصے میں اسلام کے پیغام سے تمام دُنیا کو رُوشناس نہ کرا دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یورپ کے کوہساروں، ایشیا کے مُرغزاروں، افریقہ کے صحراؤں اور جزائر کے ویرانوں میں ہر جگہ ظلم و جہالت کی تاریکیاں دُور کر کے ہر طرف خدائے واحد ذُوالجلال کے نُور کی ضیا پاشی کی۔

اُن کی اِس قوتِ عمل کا راز یہی تھا کہ وہ خدائے حیّ و قیوم کی ذات پر زندہ ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال تھے۔ اُن کی کامیابی اور کامرانی کا اصل سبب اُن کی اپنی مذہبی اخلاقی اور رُوحانی برتری تھی۔ پھر مرورِ زمانہ کے ساتھ جوں جوں وہ اپنی اِن خصوصیات کو ترک کرتے گئے اُن میں اندرونی اور بیرونی زوال شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُنیسویں صدی عیسوی میں مسلمان اسلامی تعلیمات سے اس قدر دُور جا پڑے کہ وہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے اور دُنیاوی لحاظ سے بھی وہ قعرِ مذلّت میں جا گرے۔ یہی وہ دَور ہے جو اسلام کے لئے انتہائی نازک اور مشکلات و مصائب سے پُر اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا متقاضی تھا جس کے نتیجہ میں مسلمان دانشوروں نے بعض تحریکیں شروع کیں۔

چنانچہ 1857ء کے غدر کے بعد سرسید احمد خان صاحب نے مسلمانوں کو قومیت کے نام سے بیدار کیا۔ مغربی تعلیم پر زور دیا تا اُن کی دُنیاوی حالت بہتر ہو۔ مغربیت کے زیر اثر اور یورپین فلسفہ سے مرعوب ہو کر ایک عقلی اسلام پیش کیا جس کے مطابق وحی والہام صرف ایک انسانی ملکہ ہو کر رہ گئے۔ قبولیت دُعا کو صرف ایک نفسیاتی کیفیت قرار دیا۔ جہاں کہیں مذہب کا ٹکراؤ مغربیت سے نظر آیا، قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل و تفسیر عقلیت کے ماتحت کر دی گئی۔ اس قسم کی مذہبی تحریک سے متاثر لوگ اچھے دُنیا دار اور سیاسی لیڈر تو بنے لیکن نشأۃِ ثانیہ کے مُہم جو نہ بن سکے۔

پھر ایسی تحریک شروع ہوئی کہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو ایک قوم کی شکل میں منظم کر کے، فرقہ وارانہ اختلافِ عقائد سے قطع نظر کر کے، ایک عالمگیر اسلامی سلطنت کے قیام کی جدو جہد کی جائے۔ چنانچہ جمال الدین افغانی اور سید حلیم شاہ وغیرہ مسلمان اِسی نقطۂ نظر کے حامل تھے۔ اُنہیں تبلیغِ اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچانے اور تعلق باللہ قائم کرنے کے لئے اتنی دلچسپی نہیں تھی جتنی سیاسی اقتدار کے لئے تڑپ تھی۔

علاّمہ اقبال نے مغرب و مشرق کی تعلیمات کو جذب کر کے مغربیت سے رنگین اسلامی کلام پیش کیا اور غلبہ و اقتدار اور خودی کی سربلندی کا درس دیا جس کی عملی شکل ''خاکسار'' تحریک کے طور پر نمودار ہوئی۔ اس تحریک میں مذہب کو صرف ایک علامت کے طور پر اختیار کیا گیا۔ لیکن درحقیقت اس کے پیچھے سیاست کارفرما نظر آتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ مسلمان دانشوروں نے اپنی اپنی سمجھ اور بساط کے مطابق مسلمانوں کی ملی اور قومی خدمات سرانجام دیں۔ اُن کے اِن قابلِ قدر کارناموں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنے کے باوجود ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے علمبردار ہیں۔ وہ اسلام کی صداقت کو دیگر ادیان پر ثابت کر سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حُکم کو پُرحکمت ثابت کر سکتے ہیں اور قرآن مجید کی فضیلت کو آج بھی دُنیا پر واضح کر سکتے ہیں۔

مذہبی دُنیا میں مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ علماء نے ہندوستان میں بے شک بعض کتب آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں لکھیں اور مناظرات بھی کئے لیکن اُن کا طرزِ استدلال زیادہ تر نقلی اور طریقِ مدافعانہ یعنی Defencive تھا۔ اسلام کی حقّانیت اور فضیلت ثابت کرنے اور نئے علوم کی روشنی میں اسلامی اُصول کی فلاسفی بیان کرنے میں وہ کوئی قابلِ ذکر خدمات سرانجام نہ دے سکے۔

اِن حالات میں مسلمانوں کا افلاس اور اقتصادی پستی بھی اسلام کے لئے سخت مُضر ثابت ہو رہی تھی۔ عیسائی مشنریوں کی زرپاشی بھی اُن کے لئے باعثِ کشش بن گئی۔ ان سب باتوں نے مسلمانوں کی شمعِ اُمید کو بُجھا رکھا تھا۔ اور اُنہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ ہونے کو ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی حرف بحرف مسلمانوں پر صادق آ رہی تھی کہ:۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔ مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن درحقیقت ہدایت سے خالی اور ویران ہونگی۔ اُن کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اُن علماء ہی سے فتنہ نکلے گا اور اُنہی کی طرف پھر لوٹ آئے گا۔

(مشکوٰۃ شُعب الایمان)

پس مسلمانوں کی یہ حالت کوئی ڈھکی چُھپی بات نہیں بلکہ خود مسلمان علماء اور مفکرین نے اس کا اقرار کیا ہے۔

❖ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی نے فرمایا

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

❖ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب تذکرہ کے صفحہ 11 میں تحریر کیا:۔

مذہب کے دوکانداروں نے جہل و تقلید اور تعصّب و ہَوا پرستی کا نام مذہب رکھا ہے۔ اور روشن خیالی و تحقیق جدید کے عقل فروشوں نے اِلحاد و بے قیدی کو حکمت و اجتہاد کے لباس سے سنوارا ہے۔ نہ مدرسہ میں علم ہے، نہ محرابِ مسجد میں اخلاص، اور نہ میکدے میں رندانِ بے ریا۔

❖ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے لکھا کہ

سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن بالکل اُٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دِل سے اِسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں۔

(اخبار اہلحدیث 14؍جون 1912ء)

❖ شاعرِ مشرق علاّمہ اقبال نے کہا کہ

یہ دَور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اور بیان کیا ؎

شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تُم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

(بانگِ دراصفحہ 225،226)

سامعین کرام! انتہائی مایوس کن اور پُرآشوب اِس دَور میں حالاتِ زمانہ نے یہ گواہی دی تھی کہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ دُنیاوی سکیموں اور تحریکوں سے ہرگز نہ ہوگی، کیونکہ یہ تو ایک رُوحانی نظام ہے۔ اس کی نشأۃِ ثانیہ اُسی نہج پر ہو سکتی تھی جس طریق پر اُس کی نشأۃِ اُولیٰ ہوئی تھی۔ اسلامزم کی تحریک، یا اسلامی خلافت کو زندہ کرنے کی تجویز، یا مسلمانوں کی سیاسی اور قومی تنظیم، یا مغربی طرز کے لیڈروں کی کوئی لیگ، یا دُنیوی عالموں کی کوئی جمعیّت، یا جسمانی بادشاہوں کا کوئی میثاق، مسلمانوں میں اِحیائے نَو کے لئے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سب دُنیاوی سکیمیں ہیں اور مسلمانوں کا گذشتہ تجربہ اِس بات پر شاہد ہے کہ ایسی سکیمیں نہ پہلے بار آور ثابت ہو سکیں، نہ اَب کارگر ہو سکتی ہیں، اور نہ ہی آئندہ کامیاب ہو سکیں گی۔ کیونکہ اس قسم کے نازک دَور میں انسانیت کی فلاح و نجات کے لئے خدا تعالیٰ کے مامور و مُرسل ہی آیا کرتے ہیں۔ اسلام کا وہ زندہ خدا جس نے شریعتِ اسلامیہ کو نازل فرمایا تھا، ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ جس آخری اُمّت کو اُس نے خیرِ اُمّت کے خطابِ جلیل سے سرفراز کیا تھا، اُسے وہ بے یار و مددگار دُنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔ بلکہ جس طرح اُس نے اسلام کے دَورِ اوّل میں اُس کی نشأۃِ اُولیٰ کے لئے اپنی جناب سے سامان فراہم کئے تھے اُسی طرح اُس کی نشأۃ ثانیہ کے بھی سامان فرماتا۔ اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مسلمانوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَے مسلمانو! اگر سچے دل سے حضرتِ

خداوند تعالیٰ اور اُس کے مقدّس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نُصرتِ الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نُصرت کا وقت آ گیا ہے۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبے نے اس کی بِنا ڈالی۔ بلکہ یہ وہی صُبحِ صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں خبر دی گئی تھی ......سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دِن آ گیا۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خون سے آبیاری ہوئی تھی کبھی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۔۴)

اور فرمایا:۔

سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ (فتحِ اسلام صفحہ 5)

حضرات! میں نے اپنی تقریر کی ابتداء میں سورۃُ الجمعہ کی جو آیات تلاوت کی ہیں اس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر تھیں۔ ایک بعثت اُمّیین میں ہوئی یعنی مکہ مکرمہ میں اور دوسری بعثت آپؐ کی اس دورِ آخر میں مقدّر تھی۔ اِس آیت کے نزول پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ حضورؐ! آخرین سے مُراد کون لوگ ہیں؟ تو آپؐ نے اُس مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ :

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر)

کہ اگر مسلمانوں کی حالت اس قدر بگڑ جائے کہ ایمان ثُریا ستارے پر گیا ہوا ہو تو فارسی الاصل شخص اُس کو دوبارہ وہاں سے لے آئے گا۔ یعنی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی کا دَور ہی مسلمانوں کی خستہ حالی کا بدترین دَور تھا اور اِسی دَور میں ایسے رسول کی بعثت مقدّر تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہو۔ جس کو براہِ راست خدا سے ہدایت حاصل ہونے کے سبب اِمام مہدیؑ کا لقب دیا جانا تھا۔ اور جس کا اظہار خدا تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ :۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

(سورۃُ الصّف: آیت 10)

یعنی خدا تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول مہدی کے لقب اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ تمام ادیان پر اسلام کو غالب کر دے۔ اس آیت کی تفسیر میں جملہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مسیح موعود اور امام مہدی کے بارے میں ہے۔

★ چنانچہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ :۔

ھٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ

یعنی اسلام کا یہ غلبہ تمام ادیان پر امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

★ شیعوں کی مشہور حدیث کی کتاب ’’بحار الانوار‘‘ میں لکھا ہے :۔

نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ

کہ یہ آیت آلِ محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارہ میں نازل ہوئی۔

★ اسی طرح شیعہ اصحاب ہی کی ایک اَور معتبر کتاب ’’غَایَۃُ الْمَقْصُود‘‘ جلد 2 میں لکھا ہے :۔

’’مراد از رسول دریں جا امام مہدی است۔‘‘

یعنی اِس آیت میں جو رسول موعود ہے اس سے مُراد امام مہدی ہیں۔

پس اسلام پر جب بھی نازک دَور آیا آنحضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قُدسیہ نے ہمیشہ اُمّتِ محمدیہ کی رُوحانی دستگیری کے سامان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اُمّت کو ایسے دَور میں جو ظالم اور جابر بادشاہوں کا دَور تھا اور جس میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا، ایسے دَور میں بھی اُمّت کو رُوحانی طور پر بے سروسامان نہیں چھوڑا بلکہ یہ بشارت دی تھی کہ جب تک خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا سلسلہ قائم نہیں ہو جاتا تب تک عُبوری طور پر مجدّد دین کا سلسلہ جاری رہے گا۔ فرمایا :۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا

(ابوداؤد جلد 2 صفحہ 241، کتاب الملاحم باب مَا یذکر فی القَرْنِ المِائَۃِ)

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اِس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اِس اُمّت کے لئے دین کی تجدید کا کام سرانجام دے گا۔

چنانچہ اس صحیح حدیث کے مطابق گذشتہ تیرہ صدیوں میں مختلف جگہوں پر ایسے بزرگانِ دین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دَور میں تجدید دین کا عظیم کام سرانجام دیا۔ لیکن چودھویں صدی ہجری میں جب مسلمانوں کی دینی، اخلاقی، رُوحانی، سیاسی، سماجی، معاشی اور بین الاقوامی حالت انتہائی نازک ہوگئی تو ایسے وقت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّتِ محمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوّت کے قیام کی خوشخبری سُنائی تھی۔ مُسند احمد بن حنبلؒ کی مشہور حدیث ہے کہ :۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273، مشکوٰۃ بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِیْرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اِس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اُس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ ظلم وستم کے اِس دَور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوشخبری اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ہی کے بارے میں ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃُ النّور کی آیت استخلاف میں دیا ہے کہ:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃُ النُّور: آیت ۵۶)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں اَمن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اِس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

پس قیامِ خلافت کے اِس وعدۂ الٰہی اور دورِ آخر میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے دوبارہ قائم ہونے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں یہ بات صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ صرف اور صرف نظامِ خلافت کے قیام واستحکام ہی سے وابستہ ہے۔ اِس کے علاوہ کوئی اَور دنیاوی تحریک وتدبیر مسلمانوں کی موجودہ پستی اور زبوں حالی اور افتراق وتشتّت کو دُور کرنے اور اسلام کی عظمت وغلبہ کو ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ گذشتہ سالہا سال کے تجربوں نے مسلمان مفکّرین اور دانشوروں کو اِسی نہج پر سوچنے کو مجبور کر دیا ہے جس کا اظہار وہ بارہا کر چکے ہیں۔

◆ چنانچہ مفکّرِ اسلام مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں :۔

اتنے تفرق اور تشتّت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اِس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا مُنہ کدھر اور شام کا رُخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کدھر، یمن کی منزل کون سی ہے اور لبنان کی کونسی۔ ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں آج مملکتِ اسلامیہ کیوں تقسیم در تقسیم ہوتی ......ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا جو افسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔

(صدق جدید لکھنؤ یکم مارچ 1974ء)

◆ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی نے زیر عنوان ’’پندرہویں صدی میں عالمِ اسلام کے دس نکاتی پروگرام‘‘ لکھا کہ:۔

اِس وقت عالمِ اسلام خلافت کے اُس ضروری ادارے اور اُس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس کی محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔

(اخبار تعمیرِ حیات لکھنؤ 25/اگست 1988ء)

◆ اہل سنّت والجماعت کا پاسبان رسالہ ’’جدو جہد‘‘ لاہور ماہِ دسمبر 1960 لکھتا ہے :۔

’’سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خودغرضی کی بناء پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور اُمّتِ مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو چگو اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوّت کو محفوظ رکھتا ہے‘‘۔

◆ مُدیر ہفت روزہ ’’تنظیم اہل حدیث‘‘ لاہور لکھتے ہیں :۔

’’اگر زندگی کے اِن آخری لمحات میں بھی ایک دفعہ خلافت علیٰ منہاج نبوّت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہوسکتا ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔ اور رُوٹھا ہوا خدا پھر سے مَن جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملّتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اُس کے نرغے سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خُدا پوچھے گا کہ دُنیا میں تُم نے ہر ایک کے اقتدار کے لئے زمین ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا؟‘‘

(ہفت روزہ ’’تنظیم اہلِ حدیث‘‘ لاہور 12 ستمبر

1969)

◆ ''اسلامک دعوہ سنٹر'' امریکہ نے لکھا :-

آج مسلمان ہرطرف سے کافروں کے چنگل میں ہیں ۔ یوگوسلاویہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو، یا ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط ، پاکستان میں قتل عام ہو یا کشمیر کے مسائل...... ہرطرف سے آج کا مسلمان مصیبت میں ہے۔ان سب مسائل کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے خلافت کا قیام۔ دُنیا بھر کے سب مسلمانوں پر خلافت کا قیام، اور پھر اُن پر صرف ایک خلیفہ کا رہنا، ایسے فرائض کی طرح ہے جن کو چھوڑ دینا اللہ عزّوجل نے حرام قرار دیا ہے ۔ یہ فرض ایسا فرض ہے جس سے کسی مسلمان کی پسند یا ناپسند کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس فرض کی تکمیل میں کوئی غفلت ، تساہل یا لاپرواہی ہونی چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے فرض کو اتنی اہمیت دی ہے جس کی کوتاہی سے اللہ تعالیٰ انہیں شدید ترین عذاب دے گا

(بحوالہ ندائے خلافت 29 ستمبر تا 12 ر اکتوبر 1992ء)

پس تمام اہل جہان اور خصوصًا مسلمان بھائیوں کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور اپنے پیارے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور ضرورتِ زمانہ کے عین مطابق اُمّتِ محمدیہ کو اُمّتِ واحدہ بنانے ، اُن کی بگڑی سنوارنے اُن کے شیرازہ کو مجتمع کرنے اور غلبۂ اسلام کی مہم کو منظم کرنے کے لئے اُمّت محمدیہ میں، قادیان کی اِسی مقدس سرزمین میں، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیحِ محمدی اور امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بُنیاد رکھ دی ہے۔ اور آپؑ ہی کے ذریعہ سے 1908ء میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کو قائم فرما دیا ہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ آج ہم خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ کے پانچویں خلیفہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت وسیادت میں اسلام کی عالمگیر تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ جس کے نتیجہ میں مخالفتوں کے شدید طوفانوں اور نام نہاد علماء کی ریشہ دوانیوں کے باوجود آج 200 ممالک میں ہمارے مضبوط مشن قائم ہیں ۔ قرآنِ مجید کے 70 سے زائد زبانوں میں تراجم کروا کر مغرب و مشرق کی غیر مسلم اقوام تک اسلام کی حسین، رُوح پرور، اَمن بخش اور رواداری کی تعلیمات پہنچا رہے ہیں۔ اور ہیومنٹی فرسٹ کے تحت دُنیا کے ہر ملک میں دُکھی انسانیت کی خدمت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

سامعینِ کرام! کتنی عجیب بات ہے کہ خدا کی قائم کردہ خلافت سے آنکھیں مُوند کر مسلمان مفکّرین حسرت سے آہیں بھر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اُن کا مقدّر سوائے محرومی اور ناکامی کے اَور کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ خلافت جو اتحاد قائم کرتی ہے ، وہ خلافت جس سے تمکینِ دین وابستہ ہے، وہ خلافت جس سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اسلام کا عالمگیر غلبہ وابستہ ہے وہ انسان کے ہاتھ سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ سے قائم ہوتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ نے قائم فرمادی ہے جو خلافتِ احمدیہ کی صورت میں جاری ہے جس کے پیچھے رہ کر ہی موجودہ زمانے کے دجّالی فتنوں اور سازشوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے اَور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

ہماری یہ بات کوئی مانے یا نہ مانے اُس کی مرضی ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے جسے آج نہیں تو کل سارا عالمِ اسلام تسلیم کرے گا ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

''پس یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خلافتِ احمدیہ کے سپرد ہے، اَور کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر اِس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اِس دَور میں خلافتِ احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے۔ جو اِس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمّتِ واحدہ سے اپنا تعلق کاٹے گا۔ اور اُس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی ہو کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1993ء بمقام مسجد فضل لندن)

اسی طرح آپؒ نے فرمایا :-

''پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی اَمن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ۔ اِس لئے دُکھوں کا زمانہ لمبا ہوگیا۔ واپس آؤ ۔ توبہ استغفار سے کام لو۔ مَیں تمہیں یقین دِلاتا ہوں، خواہ معاملات کتنے بھی بگڑ چکے ہوں، اگر تُم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرلو تو نہ صرف یہ کہ دُنیا کے لحاظ سے تُم ایک عظیم طاقت کے طور پر اُبھرو گے، بلکہ تمام دُنیا میں اسلام کے غلبۂ نَو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دُنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گی ......اور آخر فتح کا سہرا پھر صرف جماعتِ احمدیہ کے نام لکھا جائے گا۔ پس آؤ اور اِس مبارک تاریخی سعادت میں تم بھی شامل ہوجاؤ۔ اللہ تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 ر اگست 1999ء)

حضرات! اپنی تقریر کے آخر میں مَیں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو حضور پُرنُور نے صد سالہ خلافتِ احمدیہ جوبلی نمبر جماعت احمدیہ بھارت کے لئے ارسال فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں :-

پس اَے مسیحِ محمدی کے ماننے والو! اَے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے اور آپؑ کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہو۔ اُٹھو اور خلافت، احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو۔ تاکہ مسیحِ محمدی اپنے آقا و مُطاع کے جس پیغام کو لیکر دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا، اُس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دُنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو ۔ دُنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچادو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دُنیا کا اَمن اِس مہدی و مسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے۔ کیونکہ اَمن و سلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے۔ جس کی کوئی مثال رُوئے زمین پر نہیں پائی جاتی ۔ آج اِس مسیحِ محمدی کے مشن کو دُنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔ اور اِسی سے خدا والوں نے دُنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔

❀❀❀❀

ضروری اعلان بسلسلہ تقسیم نظارت اصلاح وارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آمدہ ارشاد زیر مکتوب QND-1404/8-4-12 جسے زیر 16/10-04-12 خ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ریکارڈ کیا گیا ہے کے تحت نظارت اصلاح وارشاد کے کاموں میں مزید بہتری لانے کیلئے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ:

اس نظارت کے تحت جنوبی ہند کے درج ذیل صوبہ جات کئے گئے ہیں۔ آندھرا۔ کرناٹک۔ گووا۔ تامل ناڈو۔ انڈیمان۔ اُڑیسہ۔ چھتیس گڑھ۔ گجرات۔ بنگال۔ آسام۔ میگھالیہ۔ دیہی قادیان اس نظارت کے ناظر مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا عبدالوکیل نیاز صاحب ہیں۔

(۲) نظارت اصلاح وارشاد برائے شمالی ہند:۔ اس نظارت کے تحت درج ذیل ۱۰ صوبہ جات کئے گئے ہیں۔ جموں وکشمیر، ہماچل، پنجاب، (ماسوائے قادیان) اتراکھنڈ۔ ہریانہ، راجستھان، اترپردیش، مدھیہ پردیش، بہار اور جھارکھنڈ۔ اس نظارت کے ایڈیشنل ناظر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب ہیں۔

❀ ۔ شعبہ رشتہ ناطہ۔ شعبہ جلسہ گاہ۔ شعبہ مجلس شوریٰ۔ شعبہ امتحان دینی نصاب کارکنان۔ جیسے مشترکہ شعبے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں ہی رہیں گے۔

زونل امراء کرام عہدیداران جماعت، جملہ مبلغین و معلمین کرام اس تقسیم کے مطابق متعلقہ نظارت سے رابطہ کیا کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد۔ شمالی ہند)

Peace Symposium بھاگلپور

بھاگلپور ۱۸ اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام احمدیہ مسجد کے قریب ماڈرن میرج ہال میں خاکسار محمد عبدالنقی زونل امیر کی زیر صدارت ٹھیک ساڑھے دس بجے Peace Symposium کا انعقاد کیا گیا۔ الحمدللہ پروگرام کی ابتداء پروجکٹر پر جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں امن اور شانتی کی کوششوں پر ڈاکومنٹری کے ذریعہ ہوئی۔ مکرم محبوب حسن صاحب سرکل انچارج بھاگلپور نے تلاوت قرآن مجید اور اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

نظم کے بعد مکرم سید عبدالباقی صاحب نے کانفرنس کے انعقاد کی اغراض ومقاصد بیان فرمائیں۔ اور معزز مہمانان کا استقبال کیا۔ بعدازاں مختلف مذاہب کے نمائندگان نے اپنی اپنی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں امن اور بھائی چارہ کے بارہ میں تقاریر کیں۔ جن میں مکرم رام گوپال پودار پریذیڈنٹ اسٹن بہار کامرس آف چیمبر نے جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقد ہونے والی اس کانفرنس کی ستائش کی۔ محترم سُنیل کمار جین صاحب سیکرٹری جین مذہب نے کہا کہ اس طرح کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں اس سے امن بین المذاہب کو بڑھاوا ملے گا۔

محترم اشونی کمار چوبے ہیلتھ منسٹر بہار نے اس کانفرنس کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں صرف اس کانفرنس کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر اپنے سارے پروگرام چھوڑ کر آیا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے یہ کام مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر فاروق علی صاحب صدر سفالی سنستھان بھاگلپور نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعدازاں جماعت احمدیہ کے نمائندہ مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب نیّر مبلغ انچارج کلکتہ نے اسلامی تعلیمات کی رو سے امن اور شانتی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہ کام سب کے تعاون سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ شہر کی میئر محترمہ بینا یادو صاحبہ نے جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقدہ پیس سمپوزیم کی نہ صرف تعریف کی بلکہ اپنی طرف سے ہر ممکن تعاون کا وعدہ کیا۔ آخر پر مکرم زونل قائد صاحب نے خدام اور احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اجلاس کے آخر پر خاکسار نے دعا کرائی جس کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر تمام مذہبی اور سیاسی نمائندگان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس کانفرنس میں بڑی تعداد میں اخباری نمائندگان نے شرکت کی اور تین نیوز چینلز نے پوری کانفرنس کی کوریج کی اور نشر کیا۔

(سید عبدالنقی۔ بھاگلپور زون بہار)

معاشرہ پر میڈیا کے مثبت و منفی اثرات

(نعمان احمد عدیل خادمؔ ۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

جب سے انسان پیدا ہوا ہے اس کے اندر خالق کائنات نے یہ عادت ودیعت کر رکھی ہے کہ وہ اپنے خیالات و جذبات کو قوت بیان کے ذریعہ ظاہر کرے اور یہ اظہار انسانوں کی عقل و دانش کی ارتقاء کے ساتھ ترقی پزیر ہوتا رہا ہے۔ ہر دور میں انسان اپنی سہولیات اور ذرائع استعمال کے مطابق قوت پکڑتا رہا ہے ابتدائی دور میں شعراء اور مقررین اپنے اشعار اور وعظ نصیحت لوگوں کو سنا کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے اور ان خیالات نظم و نثر کی صورت میں پتوں یا چمڑوں میں لکھ کر ظاہر کرتے تھے۔ کاغذ کی ایجاد کے بعد اس کو کاغذ پر اتارا جانے لگا۔ دنیا کے بہت سے معاشروں اور مذاہب نے اظہار رائے اور ان کے طریقوں کی ہر دور میں حوصلہ افزائی کی ہے لیکن اس کی عظیم الشان اور عالمگیر حوصلہ افزائی قرآن کے نزول کے ساتھ ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نزول قران کی ابتداء سے ہی الٰہی کلمات قوت اظہار کو پھیلانے کی بہترین رہنمائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے روز ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ (سورۃ العلق آیت 1-6)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے، پڑھ تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اسی طرح سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ نے قلم اور دوات اور اس کے ذریعہ سے قوت اظہار کی عظمت کے بارے میں قسم کھائی ہے نیز سورۃ رحمن میں فرمایا کہ رحمن خدا وہ ہے جس نے قرآن سکھایا اور وہی ہے جس نے انسان کو بیان سکھایا اور قوت اظہار اس کو عطا کی اور قوت اظہار کو قران کے ذریعہ کامل اور مکمل طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ قوت بیان یا اظہار رائے کا صرف زبان کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ قلم کے ذریعہ بھی دنیا میں پھیلاو ہوگا۔ اور قلم کے ساتھ ساتھ قرآن نے قوت اظہار کی نئی نئی ایجادات کا بھی ذکر فرمایا۔ قران مجید نے پرنٹ میڈیا کا ذکر کرتے ہوئے اس کی کثرت کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا **وَاذا الصحف نشرت** یعنی جب صحیفے کثرت سے نشر کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید نے ان برقی لہروں کا بھی ذکر فرمایا جن کے اوپر نشریات چلیں گی ایسی لہروں کا بھی ذکر فرمایا کہ جن پر آواز اور تصویریں چلیں گی اور پھر پوری دنیا میں پھیل جائیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے اور خاص طور پر آپ نے آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ امام مہدی اور مسیح موعود آئے گا اس وقت ایسے ذرائع ابلاغ ترقی کر جائیں گے کہ وہ امام موعود خطاب کر رہا ہوگا تو اس کو دنیا والے خواہ وہ مشرق میں بیٹھے ہوں یا مغرب میں ہوں سن رہے ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کی شکلوں کو بھی دیکھ رہے ہوں گے اور ان کی آواز کو بھی سن رہے ہوں گے۔ اس پیشگوئی میں اس بات کا واضح طور پر ذکر فرمایا گیا ہے کہ جہاں ریڈیائی لہریں دنیا میں آواز کو پہنچائیں گی وہاں وہ تصویروں کو بھی ظاہر کریں گی اس میں ریڈیو کے ساتھ ساتھ ٹی وی کا بھی ذکر فرما دیا اور ٹی وی کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کا بھی ذکر فرما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً یہ فرمایا کہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ سَهُوْلَةً فِیْ كُلِّ اَمْرٍ یعنی کیا ہم نے ہر امر میں تیرے لئے سہولت نہیں پیدا فرما دی۔ گویا اللہ نے مسیح موعودؑ کو فرمایا کہ آج کے دور کی جدید ایجادات دراصل حضرت مسیح موعودؑ کی خاطر بنائی گئی ہیں۔ مضمون کے اصل حصہ کی طرف آنے سے قبل میڈیا کی صنعت پر ایک نظر عالمی طور پر میڈیا کی صنعت دنیا کی بڑی صنعتوں میں سے ایک ہے لیکن اگر ہندوستان کا ہی ذکر کریں تو یہاں پر تقریباً ساڑھے تین سو ٹی وی چینلز ہیں اور ہزار ہا افراد اخبارات میں کام کر رہے ہیں اخبارات اور ٹی وی چینلز کو زیادہ تر ملکی کمپنیاں چلا رہی ہیں ایک رپورٹ کے مطابق 2015 تک دنیا کی یہ ایجنسیاں 108 کھرب ڈالر سے تجاوز کر جائے گی۔

میڈیا دو قسم کا ہوتا ہے ۱۔ پرنٹ میڈیا ۲۔ الیکٹرانک میڈیا۔

پرنٹ میڈیا: اس میڈیا سے مراد اخبارات و رسائل ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا: اس میڈیا میں T.V چینلز اور ویب سائٹس آتی ہیں۔

کسی بھی ملک میں میڈیا ہی ایک ایسا شعبہ ہے جو جمہوریت، آزادی غیر جانبداری اور مساوات کا نہ صرف پیغام دیتا ہے بلکہ عوامی مسائل اور شکایات کو سامنے لاکر ان کے حل کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کراتا ہے لیکن آج کے دور میں میڈیا اپنی اس ذمہ داری کو بھلاتا جا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر میڈیا ہی غیر ذمہ داری جانبداری اور تعصب کا مظاہرہ کرنے لگے غلط اور بے بنیاد باتوں کے پروپیگنڈہ کا ذریعہ بن جائے اور غلط مقاصد کے لئے استعمال ہونے لگے تو جمہوریت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور شہریوں کی آزادی بھی متاثر ہوتی ہے۔ آج میڈیا پر جو انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں اس کی وجہ بھی حقیقت میں یہی ہے کہ قواعد و ضوابط، رہنما اصولوں میڈیا کی گرفت کی ضرورت اس وقت محسوس کی جا رہی ہے۔

آج کل میڈیا کچھ زیادہ ہی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہی ہے جس سے سماج پر منفی اثر پڑ رہا ہے اور حکومت کے سامنے مسائل کھڑے ہو رہے ہیں۔ میڈیا اس وقت جو کچھ کر رہا ہے ماضی میں اس طرح کی صورت حال نہیں تھی جب تک ملک میں پرنٹ میڈیا کا دور دورہ رہا سب کچھ ٹھیک چلتا رہا سماج کو میڈیا سے پریشانی کم اور اپنے مسائل کے حل میں زیادہ مدد مل رہی تھی۔ اس لئے کہ اس وقت میڈیا کا مثبت رول رہتا تھا لیکن جیسے ہی الیکٹرانک میڈیا کو فروغ حاصل ہوا ٹی وی چینلوں کے درمیان ٹی آر پی کے مقابلہ آرائی شروع ہوئی اور پیسے کی ہوس بڑھی الیکٹرانک میڈیا اپنی ذمہ داریوں سے دور ہوا ہی کہ ساتھ ہی پرنٹ میڈیا کو بھی گمراہ کرتا گیا جس میڈیا کو کچھ لوگ ماضی میں جمہوریت کا چوتھا ستون کہتے تھے اور پریس کی آزادی کے بغیر جمہوریت کا تصور تک نہیں کر سکتے تھے وہ میڈیا آج کل صرف پروپیگنڈہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ میڈیا جمہوریت کا اہم ستون ہے لیکن اسے اس ذمہ داری کا احساس نہیں ہے اس نے خود کو عوامی مسائل سے الگ کر لیا ہے سماج کے کمزور طبقات کے مسائل کو اٹھانے میں اس کو صحیح رخ دینے میں میڈیا کی دلچسپی نہیں ہے

پریس کونسل آف انڈیا کا قیام:

پریس کونسل آف انڈیا کا قیام پریس کمیشن کی سفارش پر 1986ء میں پارلیمنٹ کے قانون کے ذریعہ عمل میں آیا۔ اس کے قیام کا مقصد پریس کی آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے پریس کے معیار کو بلند کرنا تھا موجودہ پریس کونسل پریس ایکٹ 1978ء کے تحت کام کر رہی ہے اس کا مقصد پریس کے ضابطہ اخلاق اور اصولوں کے خلاف آنے والی شکایت پر فیصلہ صادر کرنا ہے اس کونسل کا سربراہ چیئرمین ہوتا ہے جو سپریم کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہوتا ہے اس کونسل کے ۲۸ ممبران ہوتے ہیں جس میں بیس پریس یا پریس کے ذریعہ نامزد کئے گئے ارکان ہوتے ہیں اس میں مختلف خبر رساں اداروں کے مینیجر ورکنگ جرنلسٹ مالکان اور پانچ ممبران پارلیمنٹ نامزد ہوتے ہیں جب کہ تین ساہتیہ اکیڈمی، یو جی سی، کلچرل، ادبی، اور بار کونسل کے نمائندہ ہوتے ہیں ممبران کی مدت تین سال ہوتی ہے۔

پریس کونسل میں اخبارات میں خبریں شائع کرنے والے قابل اعتراض مواد اور شائع کرنے کے متعلق شکایات ہو سکتی ہیں قاعدہ کے مطابق شکایت کنندہ کو پہلے معاملہ ایڈیٹر کے سامنے اٹھانا ہوتا ہے اور پھر بھی اس کی شکایت کا ازالہ نہ ہو تو پریس کونسل سے رجوع کر سکتا ہے۔ پریس کونسل آف انڈیا کے موجودہ چیئرمین کا نام جسٹس مارکنڈے کاٹجو ہے۔

چونکہ ہر سکہ کے دو پہلو ہوتے ہیں اس کے مد نظر میں پہلے میڈیا کے مثبت اثرات کے متعلق بیان کروں۔

مثبت اثرات

1۔حالات کا علم ہوجانا:

میڈیا کا ایک مثبت کردار یہ ہے کہ میڈیا کے ذریعہ چاہے ہم کہیں بھی بیٹھے ہوں ہمیں حالات کا علم ہو جاتا ہے جیسے کہیں کوئی حادثہ یا بم دھماکہ ہو گیا ہو تو ہمیں اس کی خبر اسی وقت میڈیا کے ذریعہ مل جاتی ہے

2۔کام میں تیزی:

میڈیا سے کام میں تیزی پیدا ہوگئی ہے اس سے ہم جلدی سے جلدی اپنی خبر لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

3۔علم کی وسعت:

میڈیا سے علم کی وسعت بھی ہوگئی ہے آج کل میڈیا میں مختلف موضوعات پر Debates آتی ہیں جو اہم موضوعات پر ہوتی ہیں وہ بھی بہت فائدہ مند ہوتی ہیں۔ اس سے وسعت علم ہوتی ہے۔

4۔ملک کی ترقی میں ایک اہم رول:

میڈیا کا ملک کی ترقی میں بھی اہم رول ہے یہ ایک آزاد ادارہ ہے جو جہاں کوئی برا کام کر رہا ہو یا کوئی خلاف قانون بات کرتا ہے یا کام کرتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے۔

5۔لوگوں کی آواز پہنچانا:

میڈیا کے ذریعہ بے بس لوگوں کی آواز صاحب اقتدار تک پہنچتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پولیس یا سرکار کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ یہاں کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی ہو رہی ہے تو جب میڈیا اس کو ظاہر کرتا ہے تو اس سے پولیس بھی حرکت میں آتی ہے اور سرکار کو بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔

منفی اثرات

1۔آج کا میڈیا کچھ مخصوص طبقات کا پابند ہے

2۔آج کا میڈیا فحاشی پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے

3۔آج کا میڈیا غلط اثر ڈالنے کا باعث ہو رہا ہے۔

4۔آج کا میڈیا جھوٹ پھیلانے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

5۔غیر ضروری خبریں دینا۔

6۔آج کل نیوز رومز اور بزنس رومز میں کچھ بھی فرق نہیں رہ گیا۔

7۔آزادی کا غلط استعمال

1۔آج کا میڈیا کچھ مخصوص طبقات کا پابند ہے

: ہمارے ملک کے میڈیا پر اس وقت کارپوریٹ سیکٹر اور سماج کے کچھ مخصوص طبقے کا غلبہ ہے بالعموم میڈیا کی

ملکیت بڑی بڑی بزنس کارپوریشنوں کے ہاتھ میں ہے اور آج ہر طبقہ چاہتا ہے کہ اس کی الگ اخبار ہو اور وہ اس میں دوسرے فرقہ والوں کے خلاف اپنا زہر اگلیں۔ یوروپین میڈیا مسلمانوں کے خلاف لکھتا ہے اور ہندو میڈیا مسلمانوں کے خلاف لکھتا ہے اور مسلمان میڈیا جن میں بعض اردو اخبارات شامل ہیں احمدیوں کے خلاف لکھتا ہے آج پاکستان میں تو یہ صورت حال ہے کہ احمدیوں پر الزامات لگاتے ہیں اور جب احمدی اس کے رد میں خبر دیتے ہیں تو وہ شائع نہیں کرتے یہاں تک کہ بدقسمتی سے ہندوستان کے چند علاقے بھی اس قسم کے کام کرتے ہیں۔ پریس کونسل آف انڈیا کے چیرمین جسٹس مارکنڈے نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد میڈیا کی غیر جانب داری تعصب لاپرواہی اور امتیازی رویہ کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے انہیں سخت قوانین وضوابط پر عمل کرنے کا مشورہ دیا جس پر میڈیا کا ایک طبقہ چراغ پا ہوگیا تھا ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہندوستانی میڈیا خبروں کے سلسلہ میں کس طرح تعصب اور امتیازی سلوک کرتا ہے رپورٹ کے مطابق جسٹس کاٹجو نے کہا تھا کہ ”ممبئی دہلی یا بنگلور میں ہونے والے بم دھماکوں کے چند گھنٹوں بعد تقریباً ہر ٹی وی چینل ای میل یا ایس ایم ایس دکھانے لگتے ہیں جس میں انڈین مجاہدین یا کسی تنظیم نے واقعہ کی ذمہ داری قبول کرنے کی بات کہی جاتی ہے انہیں سوچنا چاہئے کہ کوئی بھی شرارت کے طور پر یہ ای میل یا ایس ایم ایس بھیج سکتا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ٹی وی پر دکھائے جانے کے بعد پرنٹ میڈیا بھی بغیر تصدیق کئے اسے شائع کر دیتا ہے میڈیا یہ پیغام دینے کی کوشش کرتا ہے کہ تمام مسلمان دہشت گرد اور بم پھینکنے والے ہیں۔

2۔آج کا میڈیا فحاشی پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے : آج کا میڈیا فحاشت پھیلانے میں اپنا بہت نمایاں کردار ادا کر رہا ہے چاہے وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا کوئی بھی کسی سے کم نہیں ہیں اور کچھ اخبارات کے تو صفحات کے صفحات ان غلاظتوں سے بھرے ملتے ہیں جو معاشرہ کو دن بدن فحاشت کی طرف لے جانے پر کوشاں ہیں۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو جو اشاعت فحش کرتے ہیں عذاب الیم کی خبر دی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا اس اشاعت فحش کے باعث عذاب الیم کا شکار ہو رہی ہے

3۔آج کا میڈیا غلط اثر ڈالنے کا باعث ہو رہا ہے:

آج کا میڈیا لوگوں پر غلط اثر ڈالتا ہے ان کی سوچ کو اور ان کے جذبات کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔خاص کر اس کا اثر بچوں پر ہوتا ہے آج کل جو میڈیا پر غلط قسم کی مار پٹائی کی خبریں دکھائی جاتی ہیں اس کا اثر خاص طور پر بچوں پر ہوتا ہے اور وہ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔جس سے بعض اوقات ان کی جان بھی چلی جاتی ہے۔

4۔آج کا میڈیا جھوٹ پھیلانے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے:

آج کا میڈیا جھوٹ پھیلانے میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے آج کل خبروں کو بنا کسی تحقیق کے شائع کر دیا جاتا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

”اڈیٹروں کا فرض ہونا چاہئے کہ سچائی کو دنیا میں پھیلاویں نہ جھوٹ کو اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک ہے اس کو دنیا میں رائج کرتے ہیں“(نزول المسیح صفحہ 16)

5۔غیر ضروری خبریں دینا:

آج کل کا میڈیا ضروری خبروں کو چھوڑ کر غیر ضروری خبریں بھی دینے میں کوشاں ہے۔مثلاً مہنگائی یا غریبی کے موضوع کو چھیڑنے کے بجائے سیاست اور ان کے جھمیلوں میں یا کسی کھیل کود کی خبر دینے میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ وہ ضروری خبروں اور ضروری مُدوں کو ایک طرف رکھ دیتا ہے۔

6۔آج کل نیوز رومز اور بزنس رومز میں کچھ بھی فرق نہیں رہ گیا : آج کل میڈیا بھی ایک بزنس بن گیا ہے اب یہ وہ ادارہ نہیں رہا جہاں سچ کو پھیلایا جاتا ہے اور جہاں لوگوں کی آواز کو تمام لوگوں میں پھیلایا جاتا ہے آج کل نیوز روم اور بزنس آفس میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔ہر نیوز چینل اپی ٹی آر پی بڑھانے کی کوشش کرتا ہے اور اسی طرح پرنٹ میڈیا بھی آج کل اس کے زیر اثر کام کر رہا ہے۔

7۔آزادی کا غلط استعمال:

اس بارہ میں دہلی کے اخبار دعوت نے اپنے 16 دسمبر 2011ء کے شمارے میں لکھا کہ

”پریس کونسل آف انڈیا کے چیرمین جسٹس مارکنڈے کا تبصرہ حقائق پر مبنی ہے انہوں نے میڈیا کی بے داغ آزادی پر قدغن لگانے کی بات کی ہے ایسی آزادی کو جس سے کسی فرد یا سماج کی آزادی پر ضرب آئے کسی طور پر درست نہیں کہا جا سکتا جسٹس مارکنڈے کے تبصرہ پر چراغ پا ہونے کی بجائے ان امور پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔انہوں نے میڈیا کو آئینہ دکھانے کا کام کیا ہے۔جب کبھی میڈیا کے کردار اور عمل پر سوال اٹھتا ہے میڈیا کے ایک خاص طبقے کی جانب سے اظہار برہمی دیکھنے کو ملتی ہے۔ذمہ داری کا احساس اور جوابدہی کا خوف نہ ہونے کے سبب میڈیا کی جانب سے فوری طور پر ردعمل ظاہر کیے جاتے ہیں ۔اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ میڈیا کی آزادی کو محدود کرنے کی بات ہو رہی ہے۔نیز حکومت پر بھی بلاواسطہ دباؤ ڈالا جاتا ہے تاکہ کوئی موثر کاروائی کی جانب پیش قدمی نہ ہو حقائق کو نظر انداز کر کے خبروں کو سنسنی بنا کر پیش کرنا موجودہ میڈیا کا محبوب مشغلہ ہے۔

پریس کونسل آف انڈیا کے چیرمین جسٹس مارکنڈے نے کہا کہ میڈیا نے خبر دینے کے بجائے فیصلہ سنانا شروع کر دیا ہے کچھ مخصوص طبقوں کو خاص طور پر پیش کرنا ان کا روزمرہ کا کام ہے میڈیا بے شک آزاد ہو لیکن یہ آزادی مطلق نہ ہو بلکہ اس میں کچھ حدود مقرر کی جائیں۔میڈیا بالعموم عوامی مسائل میں دلچسپی لینے کی بجائے سماج کو غیر سنجیدہ تفریحی ماحول کی طرف لے جانے کی کوشش کرتا ہے ملک میں ڈھائی لاکھ کسان خودکشی کر لیتے ہیں لیکن یہ خبر نہیں بنتی لیکن آروشی قتل اور جیسیکا معاملے پر مہینوں تبصرہ اور مذاکرہ ہوتے ہیں ان خبروں پر توجہ دینے کے بجائے میڈیا کو انسانی اور ملکی مسائل پر بات کرنی چاہئے صحافت ایک فریضہ ہے اگر اسے محض کاروبار تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس میں اخلاقیات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اب وقت آ گیا ہے کہ میڈیا کی آزادی کو صحیح رخ دیا جائے ۔آزادی حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ میڈیا پر ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ سماج میں میڈیا اہم کردار ادا کر رہا ہے میڈیا اپنے آپ کو جمہوریت کا چوتھا ستون تسلیم کرتا ہے لیکن اظہار خیال کے نام پر بے مہار آزادی چاہتا ہے اگر میڈیا کے ذریعہ بہتر رہنمائی عوام کو حاصل ہو اور اس کے پروگرام میں مثبت فکر کا فروغ ہو تو ایسے طاقتور ذریعہ سے ملک کی تعمیر و ترقی میں سماج بہترین کردار ادا کر سکتا ہے“۔

پس آج کے میڈیا کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے بیان کردہ انصاف کے اصولوں کی طرف لوٹے اور اپنے مقام کو سمجھے تاکہ اس کے ذریعہ عوام کی صحیح خدمت ہو سکے۔ **وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔**

❁❁❁

نصیب جس کو غلامی ہو شاہِ بطحیٰ کی

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب لندن

خُلوصِ دل سے جو خالی ہو دوستی کیا ہے
دلوں کو نور نہ بخشے وہ روشنی کیا ہے

ہجومِ یاس میں بس اک وہی سہارا ہے
اگر وہ تھام لے مجھ کو تو پھر کمی کیا ہے

سجی ہوئی ہے جو یہ کائنات جس کے طفیل
دلوں میں وہ نہیں بستا تو زندگی کیا ہے

نصیب جس کو غلامی ہو شاہِ بطحیٰ کی
نظر میں اُس کی بھلا تاج و سروری کیا ہے

خوشا نصیب جنہیں مل گیا وصالِ حبیب
وہی سکھاتے ہیں دنیا کو عاشقی کیا ہے

خدا کی راہ میں مر کر جو ہو گئے زندہ
انہیں کے دم سے کھُلے رازِ سرمدی کیا ہے

لہُو کے قطروں سے بنتی ہے آبشارِ حیات
ہر ایک شہید بتاتا ہے بندگی کیا ہے

یہ حسنِ ذوق مرے دوستوں کا ہے راشد
”وگرنہ شعر مرا کیا ہے شاعری کیا ہے“

کیا آپ نے اس ماہ اصلاحی کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے اس کی رپورٹ دفتر اصلاح وارشاد میں بھجوادی ہے

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان:2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش::2237-0471, 2237-8468

چیک یوسیک (انڈونیشیا) میں احمدیہ مسلم جماعت پر ہونے والے ظلم وستم کے چشم دید واقعات

گذشتہ سال انڈونیشیا کے چیک یوسیک میں مخالفین احمدیت نے تین احمدیوں کو نہایت درندگی کے ساتھ شہید کردیا تھا۔مخالفین کے حملہ میں اصل ٹارگٹ محترم ڈیڈان صاحب تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کی حفاظت فرمائی۔آپ ماہ مارچ میں قادیان تشریف لائے ۔آپ نے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں بتاریخ ۲۱ مارچ ۲۰۱۲ ایک تربیتی اجلاس میں اپنے ساتھ پیش آئے ایمان افروز واقعات کو بیان کیا۔ادارہ بدر آپ کے ایمان افروز واقعات قارئین کی خدمت میں پیش کررہا ہے۔اور جملہ قارئین سے شہدائے انڈونیشیا اور تمام انڈونیشیا کے احمدیوں کیلئے خصوصی دُعا کی درخواست کرتا ہے۔ (مدیر)

محترم ڈیڈان صاحب فرماتے ہیں 5 فروری ۲۰۱۱ء کو رات کے آٹھ بجے مبلغ صاحب کو پیغام آیا کہ انہیں ان کی اہلیہ اور سیکرٹری صاحب جماعت کو پولیس اسٹیشن بلایا گیا ہے۔چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد بھی پولیس والوں نے جماعت کو اطلاع نہیں دی کہ آخر ان افراد کو کیوں بلایا گیا اور کیا ماجرا ہے۔احمدیہ مشن میں ایک خادم اور ایک غیر احمدی کو بطور نگران رکھا گیا تھا۔اس وجہ سے میں نے امیر صاحب کی اجازت سے انہیں دیکھنے جانے کی اجازت چاہی۔

اجازت ملنے پر امیر صاحب کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمدیہ مشن کی حفاظت کرنی چاہیئے جب تک معلم صاحب مع فیملی واپس نہیں آجاتے ۔اس علاقہ کے حالات ناخوشگوار تھے اور اس علاقہ میں بیس احمدیوں کے گھرانے تھے۔احمدی اکثر غیر احمدیوں کے دباؤ کی وجہ سے پریشان رہتے تھے۔خاکسار نے دو خدام کو اپنے ساتھ لے جانے کیلئے فون کیا ہم تینوں اپنی گاڑی پر روانہ ہوئے یعنی چیک یوسک راستے میں مجھے ایک احمدی خادم کا فون آیا کہ مسجد میں اجلاس منعقد ہورہا تھا جس میں چند خدام بھی موجود تھے اور ان میں سے چھ خدام نے ہمارے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کیا اس کے بعد میں ان چھ خدام کو لینے گیا۔ان کے آنے پر ہماری تعداد ۹ ہوگئی۔

راستے میں مجھے یاد آیا کہ ایک آدمی ایسا ہونا چاہیئے جو ویڈیو بنا سکے یہ سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک خادم کا فون آیا اور اس نے بھی نہ صرف ساتھ جانے کا اظہار ہی کیا بلکہ اپنے آپ کو بطور ویڈیو بنانے والا پیش کیا اور اپنے ساتھ چار خدام شامل کئے۔اس طرح تعداد بڑھ گئی تھی اس لئے ایک اور گاڑی کی ضرورت تھی۔اتنے میں ایک اور خادم کا فون آیا اس کو بھی بعد میں شہید کردیا گیا انہوں نے بھی نہ صرف ہمارے ساتھ جانے کا اظہار کیا بلکہ گاڑی بھی لے آئے وہ دو اور خدام کو اپنے ساتھ لے جانا چاہ رہے تھے کل تعداد 17 خدام ہوگئی اور دو گاڑیوں پر روانہ ہوگئے۔جس جگہ پر ہم لوگوں نے آپس میں ملنے کا وعدہ کیا اس جگہ سے Cikeusik تک پانچ گھنٹے لگتے ہیں۔رات کے تین بجے دعا کرکے ہم Cikeusik کیلئے روانہ ہوئے۔ہم میں سے سوائے ایک کے کسی کو بھی چیک یوسک جانے کا راستہ معلوم نہیں تھا۔ہم طویل راستہ طے کرکے کافی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ایک گاؤں پہنچے لیکن یہ وہ گاؤں نہ تھا پھر ہم جنگل پہنچ گئے اور سمندر ساحل کے ساتھ ہوتے ہوئے صبح کے آٹھ بجے اس گاؤں پہنچے جس کی ہمیں تلاش تھی۔اس وقت موسم ناخوشگوار تھا ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی۔گھروں کے باہر کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔سارا گاؤں سنسان تھا۔مشن ہاؤس پہنچنے کے بعد ایک خاتون نے ہمیں ناشتہ کرایا۔اتنے میں صبح کے ۹ بجے پولیس مشن ہاؤس آئی ان کے ساتھ کافی لمبی گفتگو ہوئی۔جماعت احمدیہ کے بارے میں، معلم صاحب کے حالات کے بارے میں، باتوں سے میں نے نتیجہ نکالا کہ پولیس اپنی ذمہ داری سے کوتاہی برت رہی ہے۔پولیس نے بھی بتایا کہ تھوڑی دیر میں سینکڑوں آدمی حملہ کرنے آئیں گے اس نے بتایا کہ حملہ ہوسکتا ہے لیکن نہیں بتایا کہ کب ہوگا۔ہمارا پولیس اسٹیشن جانے کا اصل مقصد معلم صاحب کی حالت کا پتہ کرنا تھا اور مشن ہاؤس دیکھنا تھا۔یہ سب اتفاق تھا کہ پہلے تین خدام نے آنا تھا بڑھتے بڑھتے تعداد بڑھ گئی اتنے میں لوکل مبلغ صاحب کا فون آیا اُنہوں نے بتایا کہ وہ موٹر سائیکل پر سوار ہوکر مشن ہاؤس کی طرف روانہ ہورہے ہیں۔ان سارے حالات کو دیکھ کر مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا مجھے گھبراہٹ بھی ہورہی تھی کیونکہ پولیس مخالف تھی اور حالات بھی مخالف تھے۔میں نے خدام کو مخاطب ہوکر کہا کہ جو بھی ہو ہمیشہ تیار رہنا اور بد سے بدتر حالات کا بھی سامنا کرنا پڑے تو ڈرنا نہیں اور ڈٹے رہنا۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم امیر صاحب کے حکم کی تعمیل کرکے اس الٰہی جماعت کی خدمت کرنے کی نیت سے یہاں آئے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اس معمولی خدمت کو بھی ضائع نہیں کرے گا۔اس کے بعد ہم نے اجتماعی دُعا کی۔دُعا کے بعد ہم آپس میں باتیں کررہے تھے کہ اچانک دور سے لوگوں کے مجمع کی آواز آنے لگی لوگ چلا رہے تھے کافر! کافر! جلادو! جلادو! ماردو! مارڈالو۔مارڈالو۔اللہ اکبر۔یہ آوازیں سن کر میں کھڑا ہوگیا اور کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھنے لگا پتہ چلا کہ وہ غیر احمدی مخالفین تھے جو تقریباً سو میٹر کے فاصلے سے بڑی تیز قدمی کے ساتھ مشن ہاؤس کی طرف آرہے تھے۔میں نے خدام سے کہا کہ پریشان مت ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے دعائیں کرو۔20 میٹر کے فاصلہ پر دو پولیس والے کھڑے تھے ان مخالفین نے ان دو پولیس والوں کو دھکا دیا پولیس کو ڈانٹنے کے بعد کسی مخالف نے میری طرف انگلی اٹھائی اس وقت ہم مشن سے باہر تھے جب وہ حملہ کرنے کیلئے ہمارے قریب آرہے تھے میں نے اس کو ایک مکا مارا کیونکہ میں سوچ رہا تھا ہم ماریں یا نہ ماریں وہ لوگ ہم پر حملہ کریں گے اور قانون کے مطابق اپنی حفاظت کیلئے گھر کی چار دیواری کے اندر کسی حملہ کرنے والے کو روکنا قانون کے خلاف نہیں ہے۔اس کے بعد ان سارے مخالفین نے اپنی اپنی تلواریں میان سے نکال لیں اس کے برعکس ہم میں سے ایک نے بھی ڈنڈا نہیں پکڑا تلوار دیکھ کر ہم نے اُن پر پتھر برسانا شروع کیا ان مخالفین نے بھی پیچھے ہٹ کر ہم پر پتھر برسانا شروع کیا۔تقریباً دس منٹ تک ہم میں سے کوئی بھی پیچھے نہ ہٹا کم تعداد کی وجہ سے دھیرے دھیرے ہم بھی ایک ایک کرکے گھر کے اندر چلے گئے۔تعجب کی بات تھی کہ سینکڑوں پتھروں کی بارش ہونے کے باوجود ایک بھی پتھر ہمیں نہیں لگا۔اس کے بعد میں نے ان خدام کو پیچھے والے دروازہ سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے باہر جانے کو کہا۔کچھ لڑکے پہلے چلے گئے اور ہم چھ احمدی اندر رہ گئے تھے آخر کار ہم سب نکل گئے اور مخالفین دس میٹر کے قریب آگئے جب وہ پانچ میٹر کی دوری پر آگئے تو انہوں نے تلوار سے حملہ کرنا شروع کردیا۔گھر کے پیچھے میں اور دو لڑکے رہ گئے اور باقی کھیت کی طرف چلے گئے۔شروع میں میرے اوپر تقریباً دس تلواروں سے حملہ کیا لیکن تعجب کی بات ہے کہ مجھے کچھ نقصان نہیں ہوا۔اور دونوں لڑکے میرے پیچھے ہٹتے تھے اور اپنے آپ کو بچانے کیلئے پیچھے ہٹتے چلے گئے اس کے بعد میرا پیر دلدل میں پھنس گیا اور میں درخت سے ٹکرا گیا۔میری ہمت جواب دے چکی تھی۔اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔اس حالت میں میں بس دعا ہی دعا کرتا رہا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا۔آخر کار میں نے اپنی زبان سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے اسی حالت میں ایک تلوار کا وار میرے سر کے اوپر پڑا میں نے سوچا کہ سر ہلا کر یا ہاتھ اٹھا کر بچوں اگر سر ہلایا تو گردن پروار ہوگا اسی لئے میں نے اپنا ہاتھ سر کی طرف کیا ہاتھ کٹنے کے قریب قریب تھا وار اتنا زوردار تھا کہ ہاتھ رکھنے کے باوجود بھی سر پر چوٹ لگی۔تب میں نے بھی حملہ آور کو ٹانگ سے مارا تو وہ گر گیا دوسرے شخص نے اسی پیر پر جس سے میں نے مارا تھا تلوار سے وار کردیا پھر میں نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کو مارا وہ بھی گر گیا۔اس وقت میرے ہاتھ کی حالت بالکل ٹوٹے ہوئے ہاتھ کی مانند لگ رہی تھی اور اس ہاتھ سے خون اس قدر تیزی سے بہ رہا تھا جیسے فوارے سے پانی بہتا ہے۔پھر اس نے سینہ پر ایک بہت لمبی تلوار سے وار کیا۔اللہ کے فضل سے مجھ میں اتنی ہمت باقی تھی کہ میں کچھ حرکت کرسکتا تھا۔میں نے اپنا ہاتھ ایسا کیا کہ تلوار ہاتھ پر ہی لگ گئی گہرا زخم آیا اور ہر طرف سے خون رواں ہوتا رہا۔خاص کر سر سے زیادہ خون رواں ہوا۔جس کی وجہ سے منہ کے بل گر گیا اور میرا دوست پیچھے سے میرے اوپر آگرا۔اُس خادم نے کہا شہاب ڈیڈن مجھے بھی مرنے دو۔دوسری جگہ ہمارے ایک خادم کی بری طرح سے پٹائی کررہے تھے یہاں تک کہ اس کی شکل اس قدر خراب کردی گئی تھی کہ کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ناک کدھر آنکھ کدھر ہے۔اس کے باوجود مجھے بچانے کیلئے ہم دونوں کے اوپر گرا اور اس کے پیٹ سے میرا منہ ڈھک گیا اس کے بعد ظالم حملہ آوروں نے تلواروں سے ڈنڈوں سے میرے ان دو خدام کے اوپر حملے کئے اور ان کا سر اور پیٹھ بری طرح زخمی کردیا۔اُن سے خون بہہ رہا تھا یوں معلوم ہورہا تھا کہ گویا آج وہ مرہی جائیں گے۔لیکن خدا کے فضل سے وہ بچ گئے۔اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے کہ جس نے ان کی جان بچالی۔

اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ کوئی مجھے اٹھا کر لے جارہا ہے۔پتہ چلا کہ پولیس والے ہم تینوں کو پولیس کی گاڑی میں ڈال رہے ہیں اور ہسپتال علاج کیلئے لے جارہے تھے۔ہسپتال بہت دور تھا تقریباً پانچ چھ گھنٹے کی دوری پر۔جب ہم ہسپتال پہنچ گئے تو میں حیران تھا کہ سارا خون بہہ گیا ہے پھر بھی میں زندہ ہوں۔اگلے روز ہمیں یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ ہمارے تین مخلص خادم شہید ہوگئے ہیں۔**انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

ڈیڈان صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے ویڈیو دیکھی تھی کہ کس طرح بے رحمی سے مارا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُثلہ سے منع فرمایا ہے لیکن انہوں نے تینوں کے چہرے مار مار کر بگاڑ دیئے تھے اور ہمارے لئے پہچاننا مشکل تھا کہ کون شہید ہوئے ہیں۔اہل خانہ نے ان کے جسم کی نشاندہی سے پہچانا تو ہمیں معلوم ہوا کہ کون شہید ہوا ہے۔

اخبارات میں شائع ہوا کہ یہ واقعہ میری وجہ سے ہوا ہے۔جس کی وجہ سے عدالت نے مجھے ۶ ماہ کی جیل کردی۔جب میں جیل میں تھا تب بھی مجھے تبلیغ کا موقع ملا۔لوگوں کو احمدیت کے بارہ میں بتانے کا موقع ملا۔جب میں جیل میں تھا تو خاص میری نگرانی کیلئے تین لوگ رکھے گئے تاکہ وہ میری ہر حرکت پر نظر رکھیں۔یہ کام وزیر کے کہنے پر ہوا تھا۔انہیں دنوں مولویوں نے شور برپا کردیا کہ میرا قتل کرنا حلال ہے کیونکہ میری وجہ سے وہاں کا ماحول خراب ہوا ہے۔

لیکن اللہ کے فضل سے میں ہمیشہ بچتا رہا اور خدا تعالیٰ نے مجھے ہر شر سے محفوظ رکھا۔میں آپ سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آئندہ بھی ان مولویوں کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین۔

انڈونیشیا کی جماعت نے شہداء کا حاضر جنازہ پڑھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ غائب ادا کی۔اور ان کیلئے دعا کی۔آپ لوگوں سے بھی دُعا کی درخواست ہے کہ اُن شہداء کیلئے دعا کریں اور ان کے اہل خانہ کیلئے بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین۔

جلسہ ہائے یوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الحمد للہ آمدہ رپورٹ دفتر بدر کے مطابق بتاریخ 23 مارچ ہندوستان کی مندرجہ ذیل جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ حسب سابق شان وشوکت سے منعقد کئے گئے۔ جماعت احمدیہ چنٹہ کنٹہ، جڑچلہ، راجوری، روپڑ، گلبرگہ، کرڈاپلی، عثمان آباد، پٹیالہ، چھونگا، نواں شہر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام مجالس میں ہونے والے جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ کے بہتر نتائج ظاہر ہوں آمین (ادارہ)

مرکزی نمائندگان کی آمد اور جماعت احمدیہ کرڈاپلی کا سالانہ جلسہ

کرڈاپلی 30 مارچ صبح 11 بجے مرکزی نمائندگان کا وفد جو کہ مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید، مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ، مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان اور مکرم فرزان احمد صاحب مبلغ سلسلہ بھونیشور پر مشتمل تھا، کرڈاپلی پہنچا۔ جماعت احمدیہ کرڈاپلی کی طرف سے آپ سب کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ سالانہ تربیتی جلسہ مکرم مولانا شیخ عبد الحلیم صاحب امیر جماعت کرڈاپلی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد خاکسار نے تعارفی تقریر کی بعدہ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب، مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب اور مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تربیتی پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ اس کے بعد مکرم صدر جلسہ نے مندرجہ بالا تقاریر کا اڑیہ زبان میں خلاصہ پیش کیا اور احباب کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جلسہ تمام احباب جماعت کے لئے ایمان میں مزید تازگی کا باعث ہو۔ (میر عبد الحفیظ سرکل انچارج کرڈاپلی)

جلسہ پیشوایان مذاہب شو پور گھاٹا (بیاور، راجستھان)

شو پور گھاٹا بیاور ۲۲ اپریل ۲۰۱۲ بروز اتوار احمدیہ مسلم جماعت کی جانب سے پہلے جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد ٹھیک دو بجے کیا گیا جو شام پانچ بجے بخیر وخوبی ختم ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم گیانی تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ طاہر احمد معلم سلسلہ نے کی۔ نظم مکرم عبد الغنی صاحب معلم سلسلہ نے پڑھی۔ اس جلسہ میں درج ذیل علما وسیاسی شخصیات شامل ہوئیں۔

مکرم گلاب چندر شرما صاحب سوامی وویکانند مرکز۔ سنت نیل کنٹھ جی مہاراج۔ آنند سونی جی صوبائی صدر ہندو کرانتی سینا۔ پپو جی پہلوان صدر امام باڑہ نوجوان کمیٹی۔ کلدیپ لوتھرا جی۔ شہری صدر ہند کرانتی سینا۔ بھگوتی پرساد ورما وکیل بیاور۔ مکیش جی سونی سابق صدر بجرنگ دل۔ راجندر گری صدر شوسینا مکرم سلولیئر جیک پادری۔ جون اگسٹن صاحب۔ شری سجات جی سرپنچ۔

قادیان سے اس جلسہ میں شرکت کیلئے مکرم تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد و خاکسار شیخ مجاہد احمد شاستری ایڈیٹر بدر شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں کم وبیش 500 افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری۔ مدیر بدر)

فری میڈیکل کیمپ

چھتیس گڑھ: مجلس انصار اللہ بھارت کی جانب سے بتاریخ ۱۲ تا ۱۴ اپریل رائے پور کے چھپورا میں پہلا کیمپ لگایا گیا۔ اسی طرح بتاریخ 15 تا 17 اپریل لمدھرا۔ بھوکیل، بسنہ، پنڈوری پانی، بلائی گڑھ، پردا وغیرہ علاقوں میں فری میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ جن میں بلاتفریق مذہب وملت مخلوق خدا کی خدمت کی گئی۔ کثیر تعداد میں احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلم افراد نے میڈیکل کیمپ میں آکر چیک اپ کرایا اس میڈیکل کیمپ کو ہندو اور مسلم دونوں طبقہ جات کے افراد نے خوب سراہا اور کہا کہ آپ لوگ پنجاب جیسے دور دراز علاقہ سے اتنی دور آکر لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو بہترین اجر دے۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے کیمپ بار بار لگائے جائیں اس موقع پر قریباً 550 سے زائد مریضوں نے فائدہ اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مریضوں کو جسمانی اور روحانی شفاء عطا فرمائے۔ اور ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے۔

(سید بشارت احمد قائد خدمت خلق مجلس انصار اللہ بھارت)

درخواست دعا

خاکسار کی بچی عزیزہ فوزیہ رحیم نے دسویں کا بورڈ کا امتحان دیا ہوا ہے اسکی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار کا بیٹا عزیز عبد الحلیم چھٹی کلاس میں پڑھ رہا ہے بہتر مستقبل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار کے عزیزان اقبال چوہدری فخر الدین نسیم چوہدری، محمود چوہدری، والدہ محترمہ اور خاکسار کے خسر محترم اور ساس صاحبہ کی صحت وتندرستی بچوں کی دینی دنیاوی ترقیات کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الرحیم گجر کارکن دفتر زائرین)

ضروری اعلان

تمام احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جب بھی آپ دوران سفر ملک کے کسی بھی احمدیہ دار التبلیغ میں قیام کرنے کا پروگرام بنائیں تو اس کیلئے جماعتی تصدیق اور سفارش اجازت نامہ لازمی ہے۔ تصدیق اور سفارش لیٹر پیڈ پر ہو اور صدر/امیر جماعت کی تصدیق مع مہر ہو۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

موگا میں تبلیغی وتربیتی اجلاسات

موگا (23 تا 27 اپریل 2012) درج ذیل جماعتوں میں تربیتی وتبلیغی دورے ہوئے۔ 24 اپریل کو مہروں میں بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد میں ایک تربیتی اجلاس ہوا تلاوت اور نظم کے بعد محترم زونل امیر صاحب لدھیانہ نے اپنے خطاب میں حاضرین کو جماعت کی تعلیمات سے روشناس کرواتے ہوئے نماز کی اہمیت پر زور دیا۔ زونل امیر صاحب موگا نے اپنی تقریر میں خدا تعالیٰ کے قرب پانے کے ذرائع بیان فرمائے۔ محترم زونل امیر صاحب ہریانہ نے بیان فرمایا کہ آج قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی کفر وضلالت سے بچا جا سکتا ہے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

25 اپریل کو سنگھ پور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مذکورہ زونل امراء صاحبان نے خطاب فرمایا۔ زونل امیر صاحب لدھیانہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے آج ضروری ہے کہ ہم آپ کی قربانیوں کو اپنے اندر زندہ رکھیں۔ محترم زونل امیر صاحب موگا نے فرمایا آج ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت امام مہدیؑ کی امن بخش تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور ان تعلیمات کو دنیا میں پھیلائیں۔ محترم زونل امیر صاحب ہریانہ نے بیان کیا کہ آج خلافت کے بغیر مسلمانوں کی ترقی نہیں ہو سکتی اور یہ خلافت کا بابرکت نظام آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے۔

اسی طرح تھراج راماں پلاس پور، سنتو والا، شوشک، ہرکیے کلاں، زہرا، رامامنڈی، وغیرہ میں بھی تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(شیخ صباح الدین سرکل انچارج موگا)

بک سٹال

دھلی 20 اپریل۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ دہلی کو ورلڈ بک فیئر کے بعد NBT کے زیر اہتمام گڑگاوں میں چار روزہ بک اسٹال لگانے کی توفیق ملی جس میں کثیر تعداد میں مختلف نظریات کے لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر AINS کی ایک سینئیر رپورٹر نے محترم امیر صاحب دہلی کا مفصل انٹرویو لیا جو مختلف اخبارات کی زینت بنا۔ خدام واطفال نے اس موقعہ پر ذوق وشوق سے ڈیوٹیاں دیں اللہ کے فضل سے بک اسٹال نہایت کامیاب رہا کثیر تعداد میں لوگوں تک اسلام احمدیت کی تعلیم پہنچانے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔ (سید عبد الہادی کاشف مبلغ سلسلہ دہلی)

سورو: مجلس خدام الاحمدیہ سورو کی جانب سے بتاریخ 23 تا 26 فروری ایک جماعتی بُک سٹال برموقع گلڈین بیچ فسٹیول لگایا گیا۔ محترم قائد صاحب سورو کی نگرانی میں یہ بک اسٹال لگایا گیا۔ جماعت احمدیہ سورو کے خدام نے تعاون کیا اور گڑپدا سے بھی چند خدام نے خدمت بجالائی۔ (شیخ ظہور احمد زونل قائد بھدرک زون۔ اڑیسہ)

وقار عمل

ہاری پاری گام (کشمیر) ۱۵ اپریل ۲۰۱۲۔ خاکسار کی زیر نگرانی مقامی عیدگاہ کے جنوبی طرف کنکریٹ کی ۳۰ فٹ اُونچی مضبوط دیوار بنانے کیلئے مقامی خدام نے ایک ہنگامی وقار عمل کیا۔ اس سلسلہ میں مقامی جماعت نے دل کھول کر مالی تعاون کیا اور سارا خرچ خود برداشت کیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی خدمت کو قبول فرمائے اور افراد جماعت کو بے شمار برکتوں اور فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(محمد امین اظہار صدر جماعت احمدیہ ہاری پاری گام)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

وقف عارضی کی اہمیت اور ہدایات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ پیاری جماعت کے مخلص و وفادار لوگو! خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

"اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور اچھی باتوں کی تعلیم دے اور بری باتوں سے روکے اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں" (آل عمران ایت 105)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یاد رکھو کہ جو شخص خدا کیلئے زندگی وقف کر دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابک دست بنا دیتا ہے اور سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا" (ملفوظات جلد ا صفحہ 365 ایڈیشن 2003)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں وقف عارضی کی تحریک کو جاری کرتے ہوئے فرمایا۔"میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کیلئے وقف کریں۔ اور انہیں جماعتوں کے مختلف کاموں کیلئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں۔ اور اُن کے وقف شدہ عرصہ میں جس قدر عرصہ اُنہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں۔" (خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 183)

جماعت کے ہر فرد کو اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وقف عارضی کی تحریک میں شامل ہونا روحانی ترقی کا باعث بھی ہوتا ہے اور جماعتوں میں نئی روح پیدا کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وقفِ عارضی کی ضرورت بہت ہے بات یہ ہے کہ جماعت کا ایک حصہ بھول گیا ہے کہ افرادِ جماعت خود مربی سلسلہ ہیں اور مربیوں کی تعداد میں جو تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے وہ کافی نہیں جماعت سمجھتی ہے کہ اصلاح وارشاد کا کام مربیوں کا ہے حالانکہ ہر احمدی کو بڑی توجہ کے ساتھ اصلاح وارشاد کا کام کرنا چاہئے۔ یہ توجہ پیدا کرنے کے لئے اور جماعت میں اصلاح کا شوق پیدا کرنے کیلئے میں نے وقف عارضی کی سکیم جاری کی ہے۔ اس میں روحانی فوائد بھی ہیں جسمانی فوائد بھی ہیں"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1966)

وقف عارضی کی مبارک تحریک واقعی انسان کی روحانی ترقی کا زینہ ہے۔ اس سے جہاں جماعتوں میں تعلیم وتربیت کا کام ہوتا ہے وہاں واقف کو اپنے اندر بھی بہت سی تبدیلیاں پیدا کرنے کا موقعہ حاصل ہو جاتا ہے۔ انسان نئی جگہ جا کر نئے تجربات حاصل کرتا ہے اور اپنی زندگی کے تجربات سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی بھر پور کوشش کرتا ہے۔ وقفِ عارضی کے لئے باقاعدہ طور پر جو شرائط مقرر ہیں ان کو پورا کرتے ہوئے افرادِ جماعت کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔ وقف عارضی کرنے والوں کو باقاعدہ درخواست فارم پُر کرنا ہوتا ہے جو دفتر سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور جماعتوں میں بھی یہ فارم بھیجے جا رہے ہیں۔

وقف عارضی کرنے والے افراد کم از کم دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک اپنے آپ کو پیش کریں۔ وقف عارضی کرنے والے افراد کو اپنی جماعت میں رہ کر وقف عارضی کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ لجنات کو مقامی جماعت میں وقف کرنے کی اجازت ہے۔ لجنات اگر باہر کی کسی جماعت میں وقفِ عارضی کے لئے جانا چاہیں تو وہ اپنے محرم کے ساتھ جاسکتی ہیں اکیلی نہیں جائیں گی۔

مردوں کو وقفِ عارضی پر جانے کے لئے نظارت سے پیشگی اجازت حاصل کرنی ہوگی اور وقف عارضی فارم پُر ہونے اور وقف عارضی کی تاریخ کے شروع ہونے میں اتنا وقفہ ضروری ہے کہ فارم صدر صاحب / امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ نظارت میں پہنچ جائے۔ اور نظارت بذریعہ ڈاک واقف تک منظوری کا خط پہنچا سکے۔ اور واقف جس جماعت میں وقف عارضی کرنا چاہتا ہے یا جہاں اس کو بھجوا جانا مقصود ہو وہاں کے صدر صاحب / امیر صاحب کو بھی بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاسکے۔ اگر درخواست فارم نظارت میں دیر سے حاصل ہونگے تو وقف کا عرصہ ضائع ہونے کا خطرہ موجود ہے۔

تمام واقفین اپنی کارگذاری رپورٹ دی گئی ہدایات کی روشنی میں دفتر کوارسال کریں گے۔ لجنات نے اگر باہر کی جماعتوں میں جانا ہو تو وہ اپنے وقف عارضی کی پیشگی منظوری مردوں ہی کی طرح حاصل کرینگی۔ اور اگر مقامی جماعت میں وقفِ عارضی کرنا چاہیں تو درخواست فارم پُر کر کے اپنی صدر صاحبہ کو جمع کروادیں اور اُنکی اجازت اور ہدایت کے ماتحت وقف عارضی مکمل کر کے رپورٹ کارگذاری بھی صدر صاحبہ کو جمع کروادیں۔ اور صدر صاحبہ مع اپنی تصدیق کے درخواست فارم کے ہمراہ رپورٹ کارگزاری واقفہ لف کر کے نظارت کو بھجوائیں گی۔ اکیلا فارم بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

اگر واقفہ ناخواندہ ہو تو وہ کسی دوسرے بہن بھائی سے اپنی کارگزاری لکھوا کر صدر صاحبہ کی وساطت سے بھجوائے۔ وقفِ عارضی کی درخواست فارم پر لجنات کیلئے بھی صدر صاحب/امیر صاحب جماعت کے دستخط ضروری ہیں۔

وقف عارضی کرنے والے افراد جماعت وفود کی صورت میں بھی کسی جماعت میں وقف عارضی کر سکتے ہیں۔ ان وفود کی منظوری بھی دفتر ہذا سے حاصل کرنی ہوگی۔

وقفِ عارضی کا سال جنوری سے شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے تمام جماعتوں کو ہر سال تجنید کے حساب سے کم از کم 12 فی صد افرادِ جماعت کو وقفِ عارضی کی تحریک میں شامل کرنا چاہئے اور طلبا کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20% کا ٹارگیٹ مقرر فرمایا ہے طلبا اپنی موسمی تعطیلات میں وقفِ عارضی کا پروگرام بنائیں۔ اس سلسلہ میں تمام تنظیمات کو اپنی اپنی تنظیم کی تجنید کے لحاظ سے 12% افراد سے وقفِ عارضی کروانی چاہیے اس سلسلہ میں تمام تنظیمات کو فعال ہونے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس مبارک تحریک میں جملہ شرائط کو پورا کرتے ہوئے اس میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی قادیان)

بزنس ڈائرکٹری

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام ایک بزنس ڈائرکٹری شائع کی جارہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس بزنس ڈائرکٹری کو شائع کرنے کا مقصد زیادہ سے زیادہ ہماری جماعت کے خدام وانصار کے کاروبار کو فروغ دینا ہے۔ اس بزنس ڈائرکٹری میں اپنا اشتہار دینے کیلئے مبلغ 500 روپے فیس مقرر کی گئی ہے۔ اگر آپ اس بزنس ڈائرکٹری میں اشتہار دینا چاہتے ہیں تو 15 جون 2012 سے پہلے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

ایڈیشنل مہتمم صنعت وتجارت 078372-11800

معتمد خدام الاحمدیہ بھارت 098788-48127

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

دے درشن اے گھنشام پیا

خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان

واں رات خوشی دن عید کا تھا ایوان ترا تھا شاہانہ
واں شمع ہدایت روشن تھی، خورشید تھا اس کا پروانہ
پر جھپکی آنکھ زمانہ نے، اُف سینہ ہی ہم نے تھام لیا
وہ حسنِ بیاں گفتار تری، عرفان کا دھارا یاد رہا
جس پیت کی ریت رچائی تھی، وہ پیتم پیارا یاد رہا
جیوت ہوں پی کر جیون کا، جو ہاتھ سے تیرے جام لیا
ہے نور سے نور کے ملنے کا وہ نوری منظر یاد مجھے
تھا مسکن تو نے بنوایا ہے کرتا ہر دم یاد تجھے
خورشید بھی ہے مقیم وہاں، جس عہد کا دامن تھام لیا
ہوں نین بچھائے راہوں میں، اک دید تمہاری باقی ہے
ہوں جوت جگائے ہردے میں، اُمید ملن کی باقی ہے
چند سانس کی لیلا باقی ہے، دے درشن اے گھنشام پیا

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے 1906ء میں ''شاخ دینیات'' کا اجراء فرمایا تھا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کہلایا۔اس مدرسہ کے اجراء کا مقصد علمائے دین و مبلغین تیار کرنا تھا۔گذشتہ ایک سو چھ سالوں سے اس جامعہ سے سینکڑوں علماء و مبلغین کرام فارغ التحصیل ہوکر اندرون و بیرون ہند فریضۂ تبلیغ ادا کر چکے ہیں اور الحمدللہ اب بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو داخل کیا جاتا ہے۔لہذا داخلہ کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر چٹھی لکھ کر جامعہ سے داخلہ فارم اور داخلہ امتحان کا Pattern اور Model Paper منگوالیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ یا معلم صاحب سے نصاب کے مطابق اچھی تیاری کرلیں ۔کیونکہ میرٹ لسٹ کے مطابق صرف 25 طلبہ کو ہی داخلہ دیا جائے گا۔باقی طلباء جو 25 پچیس کے زمرے میں نہیں آئیں گے یا نور ہسپتال قادیان کے میڈیکل ٹیسٹ میں ان فٹ (unfit) ہو جائیں گے انہیں اپنے اخراجات پر واپس جانا ہوگا۔شرائط داخلہ یہ ہیں:۔

1۔امیدوار کا کم ازکم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

2۔داخلہ فارم کی ہر طرح سے تکمیل کر کے 15 جولائی 2012ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹری ڈاک پہنچ جانا چاہیئے۔دفتر جامعہ احمدیہ داخلہ فارم کا ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد اُمیدوار طالب علم کو قادیان آنے کی تحریری یا بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دیگا۔اطلاع ملنے کی صورت میں 29 جولائی 2012ء تک قادیان پہنچ جائیں۔

3۔میٹرک پاس کے لئے عمر کی حد 17 سال اور +2 پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

4۔داخلہ کے لئے اُمیدوار طلبہ کا 30 جولائی 2012ء کو صبح 9:00 بجے جامعہ احمدیہ قادیان میں تحریری امتحان ہوگا۔جس میں قرآن مجید، حدیث، اسلام واحمدیت، دینی معلومات، عربی، اُردو اور حساب، انگریزی اور جنرل نالج وغیرہ کے مختصر سوالات دیئے جائیں گے۔تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوگا جسمیں قرآن کریم ناظرہ، اُردو کی کوئی کتاب اور انگریزی اخبار پڑھوا کر سُنا جائے گا، نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ اور طالب علم کا رجحان معلوم کرنے کے لئے سوالات کئے جائیں گے۔

5۔انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا نور ہسپتال قادیان میں میڈیکل چیک اپ ہوگا۔جن اُمیدواروں کی میڈیکل رپورٹ تسلی بخش ہوگی اُنہیں جامعہ میں مشروط داخلہ دیا جائیگا۔اگر اسکے بعد کبھی بھی طالب علم نے جامعہ کی تعلیم میں عدم دلچسپی یا کمزوری یا قواعد جامعہ و بورڈنگ کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کیا تو اُسے جامعہ سے فارغ کردیا جائے گا۔

6۔امراء، صدر صاحبان، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ اچھے اور قابل علماء و مبلغین بنانے کے لئے ذہین و قابل اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے اور نیکی کی طرف راغب طلبہ کا انتخاب کر کے انہیں داخلہ کے نصاب کی اچھی طرح تیاری کرواکر مقررہ تاریخ پر قادیان بھجوادیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مزید کسی امر کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل ٹیلی فون یا موبائل نمبر پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

رابطہ نمبرز: 09876376447   01872-221647

01872-220583

نوٹ: داخلہ فارم میں اُمیدوار طالب علم اپنا ٹیلی فون یا موبائل نمبر ضرور تحریر کرے۔نیز اپنی جماعت کے صدر صاحب کا ٹیلی فون اور موبائل نمبر بھی ضرور لکھیں۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو سنانے کا باقاعدگی سے اہتمام کریں۔ (نظارت اصلاح وارشاد قادیان)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھراپردیش

داخلہ جامعۃ المبشرین قادیان برائے سال 13-2012ء

جامعۃ المبشرین قادیان میں داخلہ کے خواہش مند اُمیدواران کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ 27 جولائی 2012ء سے جامعۃ المبشرین قادیان کا نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں مطلوبہ داخلہ فارم پر پرنسپل جامعۃ المبشرین کے نام ارسال کریں۔داخلہ فارم صوبائی امراء و مبلغین کرام کو بھجوائے جارہے ہیں۔

شرائط داخلہ

(1)۔درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔

(2)۔اُمیدوار کم ازکم میٹرک پاس ہو۔

(3) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہ ہو۔گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر 22 سال سے زائد نہ ہو۔

(4)۔اُمیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔

(5)۔اُمیدوار کم ازکم ایک سال پہلے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوا ہو۔

(6) جسمانی وذہنی طور پر صحت مند ہو۔(معذور نہ ہو۔)

(7)۔اُمیدوار کی درخواست اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع چار (4) عدد فوٹو (Stamp size) 30 جون 2012ء تک پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین محلہ احمدیہ، قادیان 143516، گورداسپور، پنجاب کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔

(8)۔اُمیدوار کو انٹرویو کے لئے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد قادیان بلایا جائے گا۔یہ سفر اُمیدوار کو اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔شرائط کے مطابق داخلہ نہ ملنے پر واپس جانے کے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو ہی برداشت کرنے ہونگے۔(9)۔اُمیدوار موسم کے مطابق اپنے کپڑے (گرم وسرد) وغیرہ ضرور ساتھ لائیں۔

(10)۔یہ کورس چار سال کا ہوگا اور بعد تکمیل کورس معلمین کا تقرر مستقل گریڈ میں ہوگا۔

نصاب:

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔میڈیم اُردو ہوگا۔ٹیسٹ کا پیٹرن Short answer type/objective ہوگا۔

سلیبس تحریری:- کتاب دینی معلومات (بطرز سوال جواب)، نصاب وقف نو (17 سال تک کی عمر کے لئے)، معلومات عامہ۔

سلیبس زبانی:- ناظرہ قرآن کریم، حفظ سورتیں آخری 10، اُردو انگریزی ریڈنگ، جماعتی معلومات

نوٹ:- مزید معلومات کے لئے اُمراء کرام، دفتر سے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

خط وکتابت کے لئے پتہ

OFFICE PRINCIPAL JAMIA TUL MUBASHIREEN
GUEST HOUSE , SIVIL LINE QADIAN , 143516
Disst :- GURDASPUR (PUNJAB) INDIA
Ph:-01872-222474 Mob:- 09417950166

خوشخبری

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب ایم ٹی اے کے پروگرام KU Band کی چھوٹی ڈش پر بھی جو کہ دو فٹ کی ہوتی ہے، شروع ہوگئے ہیں۔یہ ڈش بہت سستی مل جاتی ہے۔صرف ایک ہزار سے لے کر پندرہ صد روپے اس کا خرچہ ہے۔لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ اپنے گھروں میں یہ ڈش لگانے کا انتظام کریں۔چھوٹی سی ڈش ہے جو کسی بھی جگہ لگ سکتی ہے۔تمام زونل امراء کرام، صدران جماعت مبلغین و معلمین کرام، اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ جماعتی طور پر مشنوں یا سینٹرز میں ایم ٹی اے کی ڈش لگانے کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کو انفرادی طور پر بھی اس کے لگانے کی تحریک فرمائیں۔اسی طرح دلچسپی رکھنے والے زیر تبلیغ افراد کے گھروں میں بھی ڈش لگوانے کا انتظام کریں۔چھوٹی ڈش جس پر اب ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں اس کی فریکوینسی و دیگر تفاصیل درج ذیل ہیں:

Satellite	ABS-1
Direction	75 Degree East
Frequency	12579
Symbol Rate	22000
Poloraization	Horizontal
FEC	3 / 4
LNB User	Universal
LNB 1	09750
LNB 2	10600
Channel Name:	Muslim TV 1

ڈش کی فٹنگ اور سیٹنگ وغیرہ کے لئے نظارت نشرو اشاعت سے رابطہ کریں۔

دفتر نشرو اشاعت:
01872-222870 ,9872379133

ای میل دفتر نشرو اشاعت:
qadian21@yahoo.com

ای میل دفتر اصلاح وارشاد قادیان:
islahirshad@hotmail.com

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 24 May 2012 Issue No : 21

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سچی محبت رکھنے والے صحابہ کرامؓ کی بعض ایمان افروز روایتیں

جب انسان سچے طور پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلا دی جاتی ہے
تب ہزاروں انسانوں کے دل میں اس کیلئے محبت رکھ دی جاتی ہے۔ یہ مقام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو ملا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 مئی 2012 بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی دسویں شرط میں اپنے سے تعلق اور محبت اور اخوت کو اس معیار تک پہنچانا لازمی قرار دیا ہے جس کی مثال دنیاوی کسی رشتے میں نہ ملتی ہو۔ یہ مقام کیوں آپ کی بیعت میں آنے کے بعد آپ کو دینا ضروری ہے؟ آپؑ آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے میں ایمان کو ثریا سے زمین پر لے کر آئے۔ اسلامی تعلیم میں داخل ہونے والی بدعات کو دور کر کے اسلام کی خالص اور چمکتی ہوئی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ کے خالص مقام کی پہچان کرائی اور بندے کو خدا تعالیٰ کی راہ بتائی۔ ایک مقام پر حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں۔ اپنے سچے اور کامل علم سے کوئی انسان بھی بجز نبی کریمؐ کی پیروی کے خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ سے حصہ پا سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا پس خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے اس عاشق صادق کو بھی اپنے تک پہنچنے کے ذریعہ میں شامل فرما کر آپ سے تعلق اور محبت کے رشتے کو ضروری قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی وہ نظارے دکھائے جس نے آخرین کو اولین سے ملا دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں کہ جب انسان سچے طور پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلا دی جاتی ہے تب ہزاروں انسانوں کے دل میں اس کیلئے محبت رکھ دی جاتی ہے۔ فرمایا یہ مقام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو ملا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعودؑ سے سچی محبت رکھنے والے صحابہ کرام کی بعض روایتیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت اللہ یار صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؑ کے ساتھ میری ملاقات بہت دفعہ ہوئی اور اس کا مجھے شوق تھا میں حضور کو دبایا کرتا تھا آپؑ کے الہام اور کلام کو سنا کرتا تھا۔ اس شوق میں قادیان ہجرت کر کے آیا۔ یہاں آکر لکڑی کا کام شروع کیا۔ شروع میں پیسہ تھا مگر بعد میں وہ ختم ہو گیا۔ پھر میں نے ایک دن حلوہ بنا کر بیچنا شروع کیا اور بیت الدعا کے نیچے گلی میں آواز لگائی۔ حضرت ام المومنینؓ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا یہ تو ٹھیکیدار صاحب ہیں، ان کے پاس تو گدھے ہوں گے تو باہر کیوں نہیں جاتے اور کاروبار کیوں نہیں کرتے؟ حضورؑ نے فرمایا کہ یہ پڑھا لکھا نہیں ہے صرف لکڑی کا کام جانتا ہے۔ خدا اس میں برکت دے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ مہمان خانے کے لئے چارپائی کے پائے چاہئیں اور بیس پائے بنانے کا کام سپرد کیا۔

مکرم خان صاحبؓ روایت کرتے ہیں 1902 میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ کے ہمراہ قادیان آیا۔ ظہر کی نماز کے بعد ہم نے بیعت کی۔ حضرت شہید مرحوم نے سب سے پہلے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ دو دن بعد شہید مرحوم نے رویا دیکھی کہ مجھے خوست کے حاکم تکلیف دے رہے ہیں اس لئے مجھے واپس بھجوا دیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب اکثر یہ فرمایا کرتے تھے ”میں نے اپنے سے زیادہ عالم نہیں دیکھا یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ میں اس کے پاؤں چومتا۔“ جب آپ قادیان آئے تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے صاحبزادہ صاحب کو حضورؑ کے پاؤں مبارک چومتے دیکھا۔

حضرت مولوی سکندر علی خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؑ کے ہمراہ صبح سیر کے وقت شامل تھا۔ حضورؑ بھینی بانگر کے مقابل بسراواں والے راستہ پر جا رہے تھے۔ راستہ میں آپ نے فرمایا جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے مثلاً حقہ، بھنگ، چرس وغیرہ تو بڑی بڑی تکلیفیں جن میں ماں باپ بھائی بہن رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑتا ہے کس طرح کر سکتے ہیں؟۔ یہ خاکسار پہلے حقہ پیتا تھا مگر جب حضورؑ سے یہ بات سنی تو حقہ پینا چھوڑنے کا فوراً عہد کر لیا۔

حضرت ملک خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رمضان المبارک میں خواہش ہوئی کہ اس بار قادیان جا کر رمضان گزاروں اور وہاں عید کروں۔ ان دنوں فوج میں نیا نیا بھرتی ہوا تھا۔ میری پہلی بیعت بذریعہ ڈاک 1895ء میں ہوئی تھی اس لئے میری خواہش تھی کہ پہلے حضورؑ کا دیدار کر لیا جائے میں قادیان آیا۔ یہاں آکر حضورؑ کے چہرہ مبارک کا دیدار کیا تو مجھے یکلخت خیال آیا کہ اگر مجھے ساری ریاست مل جائے تب بھی میں یہاں قادیان سے باہر نہیں جاؤں گا۔ میں روز ایک رقعہ دعا کے لئے لکھ دیتا اور دل میں سوچتا تھا کہ کہیں حضورؑ ناراض نہ ہوں۔ ایک بار حضورؑ نے مجھے تحریراً جواب دیا کہ آپ نے بڑا اچھا رویہ اختیار کیا ہے کہ مجھے دعا کیلئے یاد کراتے رہتے ہیں۔

1902 میں ایک نواب مع اپنے خادمان کے قادیان خلیفہ اول سے علاج کروانے آئے۔ ان کے علاقے میں اس دوران وائسرائے نے آنا تھا نواب صاحب نے خلیفہ اوّل کو اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ خلیفہ اوّل نے فرمایا میں اپنی جان کا آپ مالک نہیں میرا ایک آقا ہے اس سے پوچھ لیں۔ ظہر کے وقت ان ملازمین نے حضرت نبی اللہ سے درخواست کی۔ حضورؑ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں اگر ان کو کہا جائے کہ آگ میں کود جائیں یا پانی میں ڈوب جائیں تو یہ انکار نہیں کریں گے۔ یہاں ان کے رہنے سے غربا کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اسی دن عصر کے وقت حضرت خلیفہ اوّل نے درس میں نہایت خوشی کا اظہار فرمایا کہ حضورؑ میری نسبت ایسا خیال کرتے ہیں کہ آگ میں ڈالوں یا پانی میں ڈالوں تو انکار نہیں کرے گا۔

حضرت محب الرحمن صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ میں میں قادیان اپنے والد صاحب کے ہمراہ آیا۔ جب یکّہ مہمان خانے کے سامنے پہنچا تو والد صاحب یکّہ سے کود کر بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد والد صاحب پھر تشریف لائے۔ اس اثنا میں حضرت مولوی حامد علی صاحبؓ والد صاحب کا سامان اندر مہمان خانے میں لے گئے۔ اگلے دن والد صاحب مجھے حضورؑ سے ملوانے لے گئے۔ حضورؑ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ والد صاحب نے عرض کی اس کی یعنی میری بیعت لے لیں۔ حضورؑ نے فرمایا اس کی تو بیعت ہی ہے والد صاحب نے دوبارہ عرض کی حضور اس کی بیعت لے لیں۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا اچھا شام کو لیں گے اس دن شام کو بیعت کے بعد مجھ پر یہ امر کھلا کہ والد صاحب یکّہ سے حضورؑ کے والہانہ عشق و محبت کے نتیجہ میں چلے گئے تھے۔

حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی مہر دین صاحب آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے وہ بیمار ہو گئے۔ چھ ماہ علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ہم اُسے قادیان لے آئے۔ حضورؑ نے بھی علاج کیا مگر اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی کہ اس کی وفات قریب ہے۔ احباب اسے واپس لے جا رہے تھے مگر اس بیمار بچے نے کہا میں نے قادیان میں ہی رہنا ہے ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ اس کی ضد پر اسے واپس لایا گیا آخر وہ بچہ قادیان میں فوت ہوا۔ حضورؑ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہت لمبی دعا کروائی۔

حضرت غلام غوث صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میر مہدی حسن صاحبؓ نے بتایا کہ ایک بار حضورؑ نے انہیں برف لینے امرتسر بھیجا۔ راستہ میں ریل سے باہر سر نکالا تو ٹوپی اُڑ گئی۔ میر ناصر صاحبؓ نے مجھ سے ننگے سر گھومنے کی وجہ پوچھی تو میں نے ساری بات بتائی۔ آپ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی۔ حضورؑ نے فرمایا اچھا ہم اسے ٹوپی دیں گے۔ ٦ ماہ کے عرصہ کے بعد حضورؑ نے مجھے ٹوپی، کوٹ اور پاپوش دی۔ میں ٹوپی پہنے جا رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی ٹوپی میلی ہو گئی ہے میں نئی لا دیتا ہوں میں نے کہا کہ اس مرتبے کی کوئی ٹوپی نہیں مل سکتی یہ ٹوپی مسیح پاکؑ کے سر پر ٢ سال رہی ہے۔ حضرت مولوی عزیز دین صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ جب بھی میں قادیان آتا اپنی پگڑی اُتارتا اور حضور کا ہاتھ اپنے سر پر ملتا تھا اور جب تک میں نہ چھوڑتا حضور ہاتھ نہ کھینچتے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری ٨١ سال عمر ہے مگر آج تک میں کبھی شدید بیمار نہیں ہوا۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور آپ کے ساتھ رشتہ اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔